



ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلحہ اشاعت کا
35 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

8؄14 جمادی الاولیٰ 1448ھ / 20؄26 اکتوبر 2026ء

اس شمارے میں

توکل کا صحیح مفہوم

عام طور پر توکل کے یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ جاؤ۔ یہ توکل نہیں ہے بلکہ پوری طرح محنت کرنا ضروری ہے، جیسا کہ قرآن حکیم دشمن کے خلاف وسائل حرب تیار رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَأَعِزُّوا لِنَفْسِكُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ قَدْ قُوَّةٌ وَمِنْ رَبِّكَ غَلَبٌ كَبِيرٌ﴾ (الأنفال: 60) ”اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس پہلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے تیار رکھو۔“

کسی شاعر نے اس شعر میں توکل کا سارا مفہوم مدعا بیان کر دیا ہے۔

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خیر خیر رکھ اپنا
نتیجہ اس کی تیزی کا مقدمہ کے حوالے کر

مگر تمام اسباب و ذرائع کے ہوتے ہوئے بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان وسائل کی وجہ سے نتیجہ برآمد ہو جائے گا، بلکہ وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا، ”مَعَاذَ اللَّهِ لَكَ اَنْ وَ مَا لَكَ يَشَاءُ لَكَ يَكُونُ“ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہو سکا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کام کے لیے بڑی محنت و کوشش کی، عرصہ دراز تک تک و دو کرتا رہا مگر وہ نہ ہو پایا، اور کسی وجہ سے موقع چاہے سے نکل گیا۔ تو اگر اس کے دل میں توکل نہ ہوگا تو اس کا حال یہ ہوگا کہ رنج و غم اور صدمہ لیے بیٹھا ہے کہ اتنی محنت کی، پیسہ خرچ کیا، سفارشیں لڑوائیں، لوگوں کی خوشامد کر کے اپنی عزت کو برباد کیا، سب کچھ کر کے دیکھ لیا مگر کام نہیں بنا۔ لیکن اگر ایمان باللہ موجود ہو اور بالخصوص توکل دل میں سما یا ہو تو ایسی صورت میں اسے نہ کوئی پریشانی ہوگی اور نہ خلاف توقع نتائج پر رنج و الم ہوگا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
حقیقت ایمان

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

ایمر جنسی اور گورنر راج:
سیاسی کشمکش یا کچھ اور؟

پردہ اور حجاب کے احکام اور
مغربی تہذیب کی ناکامی

کرنے کا اصل کام! (5)

امیر تنظیم کا پیغام: رفقاء تنظیم کے نام

بندوں کو گنا کرتے ہیں،
تو لائیں کرتے

پانچ لاشیں اور صرف ایک انڈا!



لاریب کتاب



آیات 3۲1

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ السَّجْدَةِ

اَلَمْ تَنْزِلُ الْكِتٰبَ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ رَاقُوْ مَا مَآ
اَتٰهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

سورۃ السجدۃ تین رکوعوں پر مشتمل ایک مختصر سورۃ ہے۔ ابتدائی دور کی کئی سورتوں کی طرح اس کا ردھم (rhythm) بہت تیز ہے اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سورتوں میں سے ہے۔ مستند روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نقل ہوا ہے کہ آپ اکثر جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ السجدۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جن سورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص تعلق خاطر تھا، ان سورتوں کی تلاوت آپ نمازوں میں کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے۔

آیت ۱: ﴿اَلَمْ تَنْزِلُ الْكِتٰبَ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ "الف لام میم۔"

آیت ۲: ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ رَاقُوْ مَا مَآ اَتٰهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝﴾ "اس کتاب کا اُتاراجانا اس میں کوئی شک نہیں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔"

آیت ۳: ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ ۚ﴾ "کیا یہ کہتے ہیں کہ اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟"

﴿بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ رَاقُوْ مَا مَآ اَتٰهُمْ مِنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝﴾ "(نہیں!) بلکہ یہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ خبردار کریں اُس قوم کو جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہدایت پائیں۔" اہل مکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک طویل عرصے کے دوران کوئی نبی یا رسول نہیں آیا۔ اس آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔



سخاوت کی اہمیت



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((السَّخِيْ قَرِيْبٌ مِنَ اللَّهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَغِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللَّهِ بَعِيْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ)) (ترمذی)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے، جنت سے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے، جہنم سے دور ہوتا ہے۔ اور بغیل اللہ سے دور ہوتا ہے، جنت سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دور ہوتا ہے، جہنم سے قریب ہوتا ہے۔"

ندائے خلافت

خلافت کی بنیادیں ہو پھر استوار لائسنس سے دھوکہ کرا سلاف کا قلب جگر

تنظیم اسلامی ترجمان [خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد رحیم

8 تا 14 جمادی الاولیٰ 1448ھ جلد 35
20 تا 26 اکتوبر 2026ء شمارہ 40

شجاع الدین شیخ

مدیر مسئول

حافظ عاکف سعید

مدیر اعزازی

رضاء الحق

مدیر

مجلس اذان
• فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری
• وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: سکرٹری دین حق ٹرسٹ لاہور
مطبوع: آر آر پرنٹرز، سکس روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ جگ لاہور پوسٹل کڈ 53800
فون: 35473375-78 (042)
E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36 کے ٹائل روڈ لاہور 54700
فون: 35889501-03 فکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ ذی تعاون

اعزادوں ملک 1,200 روپے
بیرون پاکستان

امریکہ: کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (32,000 روپے)
اٹلی، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (24,000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پی آرڈر
مکتبہ مرکزی یا مجلس خدام القرآن کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email: maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایمر جنسی اور گورنر راج: سیاسی کشمکش یا کچھ اور؟

پاکستان اس وقت ایک ایسے دورا ہے پر کھڑا ہے جہاں دہشت گردی، سیاسی عدم استحکام، معاشی مشکلات اور وفاق و صوبوں کے درمیان بڑھتی ہوئی بد اعتمادی نے قومی یکجہتی کو ایک سنجیدہ امتحان سے دوچار کر دیا ہے۔ خیبر پختونخوا میں ایمر جنسی اور گورنر راج کے حالیہ نفاذ نے ان مسائل کو مزید نمایاں کر دیا ہے۔ وفاقی حکومت اسے امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال اور دہشت گردی کے خلاف مؤثر کارروائیوں کی ضرورت سے جوڑتی ہے، جبکہ پاکستان تحریک انصاف اسے صوبے کے عوامی مینڈیٹ، صوبائی خود مختاری اور جمہوری حق حکمرانی پر حملہ قرار دیتی ہے۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ معاملے کا جائزہ جماعتی وابستگی اور سیاسی نعروں سے بالاتر ہو کر قومی مفاد کے تناظر میں لیا جائے۔ اس وقت ہمارے تجزیہ کا مقصد ایمر جنسی اور گورنر راج کی آئینی حیثیت پر کلام کرنا نہیں، آئین پاکستان تو ویسے ہی موم کی ناک بن چکا ہے جسے طاقتور حلقے جب چاہیں داہیں، بائیں، اوپر، نیچے موڑ دیں۔ المیہ یہ ہے کہ اعلیٰ عدلیہ بھی اشرافیہ کے غیر آئینی و غیر قانونی اقدامات کو ’نظریہ ضرورت‘ کی نظر کر دیتی ہے۔ جس ملک میں عام انتخابات کے نتائج ہی فارم 45 و 47 کی بحث کی نظر ہو جائیں وہاں آئین و قانون کی حکمرانی کیا معنی رکھتی ہے! گو یا مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے 79 سال بعد بھی ہم یہ طے نہیں کر پائے کہ ’قومی سلامتی‘ سے کیا مراد ہے۔

قومی سلامتی کی ضرورت اپنی جگہ، لیکن آئینی اختیار کا استعمال بھی آئین ہی کی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ پاکستان کی تاریخ میں ایمر جنسی، مارشل لاء اور گورنر راج کے مختلف ادوار گزرے ہیں۔ 1958ء، 1969ء، 1977ء اور 1999ء میں مارشل لاء جبکہ 2007ء کی ایمر جنسی پلس نے جمہوری تسلسل اور آئینی اداروں پر ایسے منفی نقوش چھوڑے جو آج تک باقی ہیں۔ اب تو بائبرڈ نظام کا دور دورہ ہے اور کام ’ٹیکنو کریٹس‘ اور ’کونسلوں‘ کے ذریعے چلایا جا رہا ہے! اسی طرح مختلف ادوار میں پنجاب، سندھ، بلوچستان اور موجودہ خیبر پختونخوا (سابق صوبہ سرحد)، میں گورنر راج نافذ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت کی گاڑی کو پٹری سے اتار کر مارشل لاء لگانے اور صوبوں میں گورنر راج نافذ کرنے کا آج تک ملک و قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ منتخب حکومتوں کی برطرفی یا غیر معمولی بھاری بھر کم بوٹوں والے اختیارات کے طویل استعمال سے سیاسی اعتماد، صوبائی خود مختاری اور جمہوری اداروں کو نقصان ہی پہنچا ہے۔ ایسے اقدامات سے وقتی طور پر انتظامی فیصلے تو شاید تیز ہو گئے ہوں، تاہم ان سے دہشت گردی، بد عنوانی، معاشی نا انصافی اور سیاسی تقسیم جیسے بنیادی مسائل حل نہیں ہوئے، بلکہ بڑھے ہی ہیں۔

یہاں ایک اور بنیادی سوال بھی پیدا ہوتا ہے: اگر اصل مسئلہ دہشت گردی کے خلاف مشترکہ حکمت عملی تھا تو اسے احتجاجی مارچ اور سیاسی مطالبات سے الگ رکھ کر کیوں نہ حل کیا گیا؟ اور اگر حکومت کا بنیادی خدشہ اسلام آباد میں امن و امان برقرار رکھنا تھا تو کیا اس مقصد کے لیے قانونی طور پر مناسب انتظامات اور احتجاج کے لیے مقام طے کر دینا ممکن نہ تھا؟ پھر یہ کہ وہ مذاکرات جو شروع ہو چکے تھے انہیں پایہ تکمیل تک کیوں نہ پہنچنے دیا گیا؟

خیبر پختونخوا میں اب تک بیسیوں چھوٹے بڑے آپریشن کیے جا چکے ہیں، لیکن دہشت گردی ختم نہ ہو سکی۔ کلہوڑوں یا دیو کو گرفتار کر لیا گیا اور یہ ثابت بھی ہو گیا کہ دہشت گردی کے پیچھے بھارت کا ہاتھ ہے۔ لیکن نہ تو کلہوڑوں کو دی گئی سزا پر عمل درآمد کیا گیا اور نہ بھارت کے خلاف عملی اقدامات کیے گئے۔ اس کے برعکس نزلہ گرا تو خیبر پختونخوا کے عوام پر کیا ریاستی جبر سے بھی کبھی لوگوں کے دل جیتے جاسکتے ہیں؟

موجودہ سیاسی بحران میں سوشل میڈیا کا مکروہ چہرہ بھی ایک مرتبہ پھر کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ دونوں اطراف سے جھوٹی خبروں، ویڈیوز کی شینرنگ، حیا باختہ پوسٹس، 'حق و باطل' کے معرکہ میں مصروف سوشل میڈیا 'جہادی'..... ایک طوفان بدتمیزی جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ اکتوبر 2026ء میں شائع ہونے والی "سوج فیکٹ چیک" کی رپورٹس کے مطابق، لانگ مارچ کی حمایت میں 2023ء کے چمن احتجاج کی ایک پرانی ویڈیو کو موجودہ احتجاج کا منظر بنا کر پھیلا یا گیا۔ ایک دوسری وائرل ویڈیو میں حکومتی حمایتیوں نے (اب سابق) وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی سے منسوب ایسا تاثر پیدا کیا کہ وہ تحریک طالبان پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں، حالاں کہ رپورٹ کے مطابق اصل ویڈیو میں ایسا بیان سرے سے موجود نہیں تھا اور وائرل کلیپ میں رد و بدل کیا گیا تھا۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ کس طرح گمراہ کن مواد کو عوامی جذبات کو مشتعل اور سیاسی مخالفین کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اختلاف رائے شہریوں کا حق ہے؛ اصل مسئلہ دانستہ غلط معلومات اور غیر مصدقہ الزامات کا ہے۔

یہ خدشہ اپنی جگہ موجود ہے کہ اگر عوام کی معتد بہ تعداد میں یہ تاثر جڑ

پکڑ گیا کہ ایمر جنسی اور گورنر راج کو سیاسی انتقام یا صوبے کو سزا دینے کے لیے لگایا گیا ہے تو اس کے انتہائی خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔ اس حوالے سے ہم مزید کچھ بیان کرنے سے گریز ہی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے۔

حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ عوامی اعتماد اور آئینی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے۔ پاکستان کو اس وقت اقتدار کی کشمکش سے بڑھ کر سیاسی بصیرت، آئینی بالادستی اور قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے۔ وفاقی حکومت اور پی ٹی آئی کے درمیان باضابطہ مذاکرات، پارلیمان کی کثیر الجماعتی کمیٹی، غیر جانب دار سیاسی شخصیات کی ثالثی اور انسداد دہشت گردی کے لیے مشترکہ حکمت عملی جس میں صرف دہشت گردوں کو ٹارگٹ کیا جائے اور عوام متاثر نہ ہوں، ان سب کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارے نزدیک پاکستان کے مسائل کا بنیادی اور دیر پا حل محض حکمرانوں اور سیاسی چہروں کی تبدیلی میں نہیں، بلکہ اس نظام کی اصلاح میں ہے جس کے اندر سیاسی، معاشرتی اور معاشی نا انصافیاں بار بار جنم لیتی ہیں۔ مروجہ نظام میں انتخابات کے ذریعے چہرے تو بدل سکتے ہیں، لیکن اگر نظام کی بنیادی ساخت، طبقاتی تفاوت، معاشی استحصال اور اقتدار پرستی برقرار رہے تو عوام کی مشکلات کا حل ممکن ہی نہیں۔ اس لیے ضرورت ایسی جدوجہد کی ہے جو قرآن و سنت کی رہنمائی میں اجتماعی زندگی کی اصلاح اور نظام عدل اجتماعی کے قیام کو اپنا مقصد بنائے۔ یہ راستہ کسی سیاسی جماعت یا طبقے سے نفرت کا نہیں، بلکہ پوری قوم کی خیر خواہی، نظام عدل اجتماعی کے قیام اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا ہے۔

پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر ہوا تھا؛ اس لیے مملکت خداداد کی حقیقی سلامتی اور بقا کا تقاضا ہے کہ اس نظریے کو محض نعروں تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں اجتماعی، معاشرتی، معاشی اور ریاستی زندگی کی تشکیل کی جائے۔ یقین کیجئے اسی میں ہماری دنیا کی کامیابی بھی مضمر ہے اور اہم ترین بات یہ کہ ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔

اللہ تعالیٰ پاکستان پر رحم فرمائے۔ آمین!



پردہ اور حجاب کے احکام اور مشرعی تہذیب کی ناکامی

(قرآن و احادیث کی روشنی میں)



مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈینٹس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمہ اللہ کے 19 اکتوبر 2026ء کے خطاب جمعہ کی تفسیر

خطبہ مسنونہ اور احادیث آیات قرآنی کے بعد!

انسانی معاشرے میں حیا کی بہت زیادہ اہمیت ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کے حوالے سے خصوصی رہنمائی عطا فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے کہ حیا اور ایمان لازم و ملزوم ہیں، اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ حیا کا تعلق ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی، اس کا تعلق پردے سے بھی ہے اور اخلاق و کردار سے بھی اور یہ ساری زندگی پر محیط ہے۔ لیکن دنیا اس وقت جس دجالی تہذیب کے زیر اثر آچکی ہے، اس میں حیا کی مخالفت کی جاتی ہے اور بے حیائی کے تباہ کن اثرات بھی ہم اپنے معاشروں میں دیکھ رہے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے تفصیلی کام کیا اور ان کی کئی کتابیں اس موضوع پر ہیں۔ ان کے بقول ہماری اجتماعی زندگی کے تینوں گوشوں (سیاسی نظام، معاشی نظام اور معاشرتی نظام) پر دجالی تہذیب کے اثرات بالکل واضح ہیں۔ سیاسی سطح پر اور دیگر اجتماعی معاملات میں اللہ کی حاکمیت کا انکار ہے، انسانوں کی اکثریت عقل کی بنیاد پر فیصلہ کرے گی، چاہے وہ شراب کو حلال قرار دے دے، چاہے زنا کو جائز قرار دے دے۔ معاشی سطح پر بھی اللہ کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے، سودی بینکاری نظام، جوئے کی بنیاد پر اسٹاک آپھینچ اور دیگر غیر شرعی معاشی جھگڑے عام ہیں۔ اسی طرح معاشرتی سطح پر بھی سوشل انجینئرنگ کے نام پر اور حقوق اور آزادی جیسے بڑے خوشناما عنوانات اور دُشرب نغروں کی آڑ میں حیا، پردے اور گھر کے ادارے میں نقب لگائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ پوری

تفصیل بیان فرمایا کرتے تھے کہ کس طرح پہلے قاہرہ کانفرنس ہوئی، پھر بیجنگ کانفرنس ہوئی، پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت بہت سے ایسے اقدامات تسلیم کر لیے گئے جو واضح طور پر قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہیں، مگر پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک بھی ان پر دستخط کر چکے ہیں۔ نتیجتاً اب مسلم معاشروں میں بھی دجالی تہذیب کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس بے خدا تہذیب کے تحت جب انسان کو زنا حیوان سمجھ لیا گیا تو حیا اور پردے کے کیا احکامات، محرم و

مرتب: ابو ابراہیم

نامحرم کی کیا تمیز، لباس کا کیا تکلف، نکاح کی کیا حاجت! چنانچہ آج کا ماحول بتا رہا ہے کہ انسان حیوانوں کی سطح سے بھی نیچے آچکا ہے۔ حتیٰ کہ مسلم معاشروں میں بھی نکاح کا انکار شروع ہو گیا۔ ہمارے ہاں 8 مارچ کو عورت مارچ کے نام پر چند عورتیں نکلتی ہیں اور سرے عام نکاح کا انکار کرتی ہیں، حیا، پردے اور حجاب کی مخالفت کرتی ہیں۔ دوسری طرف ہمارے رائٹرز، اینکر پرسنز، خبر ناموں کو دیکھیں تو وہاں بھی اس دجالی تہذیب کو پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ کوئی خبر نامہ اپنے گھروالوں کے ساتھ جھجک نہیں دیکھ سکتا تو تفلنوں، ڈراموں وغیرہ میں کیا حال ہوگا۔ یہاں تک کہ ہمارے تعلیمی اداروں کا ماحول بھی ایسا بن چکا ہے کہ حیا، شرم، پردے اور حجاب کا کوئی تصور باقی نہیں رہا، مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط عام ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تعلیمی اداروں میں خود کشیاں ہورہی ہیں، فضیلت کا استعمال عام ہو رہا ہے، نوجوان نسل کا کردار بگڑ رہا ہے۔

اسی طرح شادی بیاہ کے مواقع پر ناچ گانا، مخلوط ماحول اور وہ سب کچھ ہوتا ہے کہ بقول شاعر وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرما میں بیہود! دوسری طرف ہمارا سیکولر اور لیبرل طبقہ ہے جس کو اللہ کے دین سے خدا واسطے کا بیر ہو گیا ہے۔ انتہائی ڈھنڈائی اور بے باکی سے دین کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ: ”یہ پردہ مولویوں کی ایجاد ہے۔ اسی طرح ہمارا وہ روشن خیال طبقہ جو دین کی نمائندگی کا دعویٰ کرتا ہے، اُمت کے 14 صدیوں کے علمی ورثہ، کتاب و سنت کے فہم سے بہت کر باتیں کرتا ہے۔ وہاں بھی یہی جملے سننے کو ملتے ہیں کہ پردہ تو مولویوں کی ایجاد ہے۔ پھر سوشل میڈیا اور سسٹلائٹ چینلز کے پروگرامز میں لوگوں سے رائے لی جاتی ہے کہ کتنے لوگوں کا خیال ہے کہ دین میں پردے کا حکم موجود ہے، اکثریت (دین سے لاطم) کہتی ہے موجود نہیں ہے، تو اینکر کہتا ہے: اکثریت نے اتفاق کر لیا کہ پردے کا حکم نہیں ہے! کبھی پوچھا جاتا ہے کہ کتنے لوگوں کا خیال ہے کہ موسیقی کا کوئی مسئلہ اسلام میں نہیں ہے؟ اکثر نے کہہ دیا کہ اسلام میں موسیقی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اینکر کہتا ہے اکثریت کی رائے آگئی کہ موسیقی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب مسائل آج کی اس تہذیب میں ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ آج کے خطاب جمعہ میں ہم قرآن کی سات آیات کا مطالعہ کریں گے جو کہ ستر، حجاب اور پردے کے احکامات کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔ آئندہ کسی نشست میں ان احادیث کا بھی مطالعہ کیا جائے گا جن میں پردے اور

حجاب کی فرضیت کے متعلق تعلیم ہے اور ان کی روشنی میں ان اعتراضات کا بھی جواب دیا جائے گا جو خواہ مخواہ پردے اور حجاب کے احکام پر کیے جاتے ہیں۔ آج کی پہلی زیر مطالعہ آیت سورۃ النور کی ہے۔ ارشاد ہوا:

﴿لَا يَكْفِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝﴾

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو حتیٰ کہ ان کی رضا معلوم کر لو اور گھر والوں کو سلام کر لو! یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

مراد یہ ہے کہ بغیر اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ احادیث میں مزید تفصیل آتی ہے کہ جب کسی کے گھر جاؤ تو دستک دینے کا انداز کیا ہوگا، کھڑے ہونے کا انداز کیا ہوگا، اندر سے کوئی پوچھے تو جواب دینے کا انداز کیا ہوگا، اندر سے کوئی جواب نہ آئے تو کیا کرنا ہوگا، کتنی مرتبہ دستک دے سکتے ہیں وغیرہ۔ یہ ساری ہدایات دین نہیں دیتا ہے تاکہ کوئی بے پردگی کا معاملہ نہ ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے اپنے گھر میں بھی داخل ہو تو پہلے گھر والوں کو خبر کرو، کھانس لیا کوئی ایسا انداز اختیار کرو کہ گھر میں موجود افراد کو تمہارے آنے کی خبر ہو جائے۔ حتیٰ کہ حدیث میں یہ تعلیم بھی ہے کہ اگر گھر میں ماں بھی موجود ہو تو پہلے دستک دے۔ اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيَّ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَاءَ مَبِئَلًا ۝﴾ ”اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ یقیناً یہ بہت بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔“

زنا تو ہے ہی حرام اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن وہ تمام راستے یا ذرائع جو اس گناہ تک لے جاسکتے ہیں، اللہ کا دین ان سے بھی دور رہنے کا حکم دے رہا ہے۔ اس میں بے پردگی بھی شامل ہے، نامحرم مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط بھی شامل ہے اور ایسی تمام چیزیں شامل ہیں جو نامحرم مرد و عورت کی قربت کا باعث بن سکتی ہیں۔ اسی لیے یہ حکم بھی آیا کہ جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو پہلے گھر والوں کو خبر کرو تاکہ عورتیں پردے میں چلی جائیں اور کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جس سے شریعت منع کرتی ہے۔ اگلی زیر مطالعہ دو آیات سورۃ النور کی ہیں۔ فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُونَ أَفْرُوجَهُمْ ۖ﴾ (النور: 30)

”(اے نبی ﷺ!) مومنین سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ (النور: 31)

عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ جب ہم پردے اور حجاب کی بات کرتے ہیں تو لازماً عورتوں ہی کے بارے میں ذہن میں بات آتی ہے، بات ٹھیک بھی ہے۔ لیکن ستر و حجاب کے احکامات مردوں کے لیے بھی ہیں۔ اسی طرح نگاہوں کی حفاظت کا حکم مردوں کے لیے بھی ہے اور عورتوں کے لیے بھی ہے۔ یہاں پہلے مردوں کے لیے حکم آیا اور اس کے بعد عورتوں کے لیے آیا۔ دراصل مردوں کی بدنگاہی کا معاملہ زیادہ خطرناک ہے، ان کے لیے زیادہ ہدایت اور رہنمائی ہے۔ یہاں نگاہوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ شرمگاہوں کی حفاظت کا بھی حکم آیا۔ معاملہ بدنگاہی سے ہی گزرتا ہے اور پھر زنا تک جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

شہوت والی نگاہ شیطان کے زہر میں نیچے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اعضائے جسمانی میں سے چھ اعضاء زنا کرتے ہیں، شہوت والی نگاہ سے نامحرم کو دیکھنا آکھ کا زنا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے نگاہ کو وہاں جانے سے بچایا جہاں اسے نہیں جانا چاہیے، اللہ اس کو ایمان کی مٹھاس عطا فرمائے گا۔ آج اگر اس کے برعکس ہو رہا ہے، شہوت اور جنسی لذت کے لیے نامحرم کو گھورا جا رہا ہے تو اس کی نقد سزا یہ ہے کہ عبادت کی لذت چھن جاتی ہے۔ نماز میں لطف نہیں آتا، تلاوت میں مزا نہیں آتا، اللہ کے ذکر میں دل نہیں لگتا، سجدوں کا لطف نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کے گھر کی طرف تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ذرا علیحدہ ہو جاؤ۔ پوچھا: حضور ﷺ! یہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو۔ یہاں باقاعدہ تعلیم ہے کہ عورتیں بھی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۚ﴾ (النور: 31)

”اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اور صنیوں کے ہنسنے کو چھپا کر رکھیں۔“

یہاں یہ تعلیم ہے کہ جب خاتون اپنے گھر میں ہو تو اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے بھی اپنے سینوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ یخفیہ ہونے سے مراد ایسی چادر ہے جس سے سر اور سینہ ڈھانپا جاسکے، باقی لباس تو ضروری ہے ہی لیکن اس کے اوپر یہ بھی ضروری ہے۔ ایک عورت اپنے بیٹے، اپنے والد، اپنے بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے سامنے بھی ایسا باوقار لباس اختیار کرے کہ حیا کے تقاضے پورے ہوں۔ آگے مزید ہدایات ہیں۔ فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور: 31)

”اور وہ اپنی زینت کا اظہار نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے۔“

لباس میں بھی زینت ہے، چہرے پر بھی زینت کا اظہار ہے، جسم کے مختلف اعضاء پر پہنے جانے والے زیورات ہیں، یہ سب زینت کا اظہار ہے۔ عورت کی اصل زینت تو اپنے شوہر کے لیے ہوتی ہے۔ شوہر یا محرم کے سامنے زینت کا اظہار کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن جب گھر سے باہر جائیں تو ایسا پردہ یا حجاب اختیار کریں کہ یہ ساری زینت کسی پر ظاہر نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے تو جلباب (بڑی چادر جس سے پورا جسم چھپ جائے) پہنے۔ ایک روایت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس کے مطابق ایک آنکھ کھلی رہ سکتی ہے، ایک دوسری روایت کے مطابق دونوں آنکھیں کھلی رہ سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ باقی پورا جسم ڈھانپنا ضروری ہے سوائے اس کے جو از خود (بغیر اختیار کے) ظاہر ہو جائے۔ مثلاً قد کو چھپایا نہیں جاسکتا، بیرونی لباس (برقعہ، چادر، جلباب وغیرہ) کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ اسی طرح اگر اپنے بیٹے یا بھائی کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہی ہے، تیز ہوا سے پنڈلی از خود کھل گئی تو یہ استثناء کا معاملہ ہوگا۔ جہاں تک زینت کو ظاہر کرنے کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں آگے فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّابِعِينَ غَيْرَ أُولِي الرَّبَاطَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الْطِفْلِ الَّذِينَ

لَهُ يَنْظُرُهُمَا عَلَى عَوْرَتِ النِّسَاءِ ص) (النور: 31)
 ”اور وہ نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو (وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں کسی پر) سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں (بھتیجیوں) کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں (بھانجیوں) کے یا اپنی (جان پہچان کی) عورتوں کے یا ان کے جن کے مالک ہیں ان کے واسطے ہاتھ یا ایسے زیر دست مردوں کے جو اس طرح کی غرض نہیں رکھتے یا ان لڑکوں کے جو عورتوں کے مخفی معاملات سے ابھی ناواقف ہیں۔“

سورہ نساء کی آیت نمبر 23 میں چچا، تایا، ماموں، نانا، دادا بھی محرم میں شمار ہوئے۔ محرم وہ ہے جس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور شوہر جس سے نکاح ہو چکا ہوتا ہے، ان سب کے سامنے عورت (شرعی حدود و قیود کے مطابق) اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے، ان کے علاوہ باقی سب کے سامنے عورت کے لباس، اطوار، کلام اور انداز میں فرق ہوگا۔ یعنی باقی سب کے سامنے پردہ و حجاب لازم ہوگا۔ غلاموں، کنیزوں، بوڑھے خادمین اور بچوں کے سامنے زینت کے اظہار کے بھی اپنے مسائل ہیں جن کے متعلق دین نے رہنمائی دی ہے، اس پر آئندہ کبھی کلام ہوگا۔
 ان شاء اللہ آگے فرمایا:

﴿وَلَا يَخْضِرْنَ بَارِئًا جُلُوبَهُنَّ لِيُغْلَمَ مَا يُخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ط﴾ (النور: 31)
 ”اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی اس زینت میں سے کچھ ظاہر ہو جائے جسے وہ چھپاتی ہیں۔“

بعض زیورات (پازیب وغیرہ) خواتین بیروں میں پہنتی ہیں، ذرا قدم زور سے رکھیں تو اس کی آواز آئے گی۔ اندازہ کریں، جو دین عورت کے اس پوشیدہ زیور کو بھی پوشیدہ رکھنے کا حکم دیتا ہے وہ چہرے کے پردے کے کس قدر اہتمام کا تقاضا کرتا ہوگا۔ چہرہ تو سب سے زیادہ زینت کے اظہار کا باعث ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ گھر کی حفاظت کر رہے ہیں، کھڑکیاں دروازے سب بند کر دیے، مین گیٹ کھولا ہوا ہے تو حفاظت کیسے ممکن ہوگی؟ یہی وجہ ہے کہ 14 صدیوں سے امت کے علماء کی عظیم اکثریت چہرے کے پردے کی قائل رہی ہے۔ اگر چند علماء نے چہرے کے پردے کو فرض نہیں سمجھا تو انہوں نے بھی ذاتی رائے یہی قائم کی ہے کہ چہرے کا بھی پردہ کرنا چاہیے۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَتَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ بِحُجُبَاتِهَا تَعْلَمُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْهَمُونَ ط﴾ (النور)
 ”اور اسے اہل ایمان! تم سب کے سب مل کر اللہ کی جناب میں توجہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“
 یہ تین آیات سورۃ النور سے تھیں۔ اب ہم سورۃ الاحزاب کی چار آیات کو بطور حوالہ پیش کریں گے جو پردہ، سترو حجاب کے حوالے سے انتہائی اہم ہیں۔ آیت 32 میں فرمایا:

﴿نِيسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ط﴾ (اے نبی! کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو گفتگو میں نرمی پیدا نہ کرو کہ کسی لالچ میں پڑ جائے وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے اور بات کرو معروف انداز میں۔“

یہاں خطاب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات سے ہے جس سے بعض حضرات کو غلط فہمی ہو گئی کہ پردے کے احکامات صرف ازواج مطہرات کے لیے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بالواسطہ طور پر یہ حکم امت کی تمام خواتین کے لیے ہے، جیسا کہ آگے چل کر ہم مطالعہ کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی پاکیزہ عورتیں ہوں گی؟ ان کے لیے تو پردے کا حکم ہو، آواز میں احتیاط کرنے کا حکم ہو، گھروں میں قرار پکڑنے کا حکم ہو، پردے کی اوٹ سے بات کرنے کا حکم ہو، جلاباب اختیار کرنے کا حکم ہو اور امت کی عورتوں کے لیے نہ ہو؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ امت کے لیے اسودہ ہیں، امت کی عورتوں کے لیے اسودہ حسنہ کی تکمیل حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے ذریعے ہوگی۔ لہذا خطاب بھی پہلے ازواج مطہرات سے کیا گیا۔ ان کے ذریعے امت کی عورتوں کو بھی رہنمائی دی جا رہی ہے۔ ضرورت کے تحت عورت غیر محرم مردوں سے کلام کر سکتی ہے، مگر وہ ضرورت ناگزیر ہو، اس کے باوجود بھی حکم آیا کہ آواز نرم نہ ہو، کیونکہ عورت کی آواز میں اللہ نے کشش رکھی ہے جو مردوں کے لیے غلط فہمی کا باعث بن سکتی ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب: 33)
 ”اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور مت نکلو بن سنور کر پہلے دور جالبیت کی طرح۔“

عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے، یہ تو ہم بھول گئے لیکن پولین کے قول کا حوالہ سیکلر اور لبرل بھی دیتے نظر آتے ہیں کہ: تم مجھے بہترین مائیں دو، میں تمہیں بہترین قوم دینے کو تیار ہوں۔ اس کے باوجود مجھے کوئی انسٹیٹیوشن بتا دیں جو کسی لڑکی کو سکھاتا ہو کہ ماں کیسے بننا ہے۔ اسی طرح گور باچوف کا حوالہ کئی مرتبہ میں نے بھی دیا، مفتی تقی عثمانی صاحب نے ماضی میں اپنی کتابوں میں اس کا حوالہ دیا کہ: ہم نے اپنی عورتوں کو گھروں سے نکال کر چوک چوراہوں میں لاکھڑا کیا، اب ہمیں ایک ایسی تحریک چلانی چاہیے تاکہ عورت کو اس کے اصل مقام اپنے گھر تک واپس لائیں۔ مغرب آج عورت کو دو بارہ گھر میں لانے کی بات کر رہا ہے کیونکہ مغرب کو سمجھ آگئی کہ ماں اور بیوی کا کردار کوئی معمولی کردار نہیں ہے۔ اگر یہ کردار نہیں ہوگا تو معاشرے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ بے شک مرد کے ذمہ جو معاش کی ذمہ داری ہے وہ بھی محنت طلب ہے مگر ذمہ دار سلوں کو پروان چڑھانا بہت ہی اعلیٰ ذمہ داری ہے اور یہ کام عورت ہی کر سکتی ہے، اسی لیے اسلام نے عورت پر معاش کی ذمہ داری نہیں ڈالی تاکہ وہ اعلیٰ نسلیں پروان چڑھا سکے۔ یہ ذمہ داری دجالی تہذیب نے چھین لی تو آج مغرب میں نسلیں ناپیدا ہو رہی ہیں، جاپانی قوم نوجوانوں کے لیے ترس رہی ہے۔ اسلام ضرورت کے وقت گھر سے نکلنے سے منع نہیں کرتا، شرعی لوازمات کے ساتھ صحابیاتؓ نکلی ہیں۔ مگر دجالی تہذیب نے فیشن کے نام پر عورت کو کھلاڑ بنا دیا، اسے مارکیٹنگ کی چیز بنا دیا، ایڈورٹائزمنٹ چل ہی نہیں سکتی عورت کے بغیر! ہوس کی نگاہیں اس کو کہاں تک لے کے چلی گئیں۔ زمانہ جالبیت میں عورت کا اسی طرح استحصال ہوتا تھا، وہی استحصال آج دجالی تہذیب میں بھی ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں جب خواتین اسلام قبول کرتی ہیں تو اس قدر خوش ہوتی ہیں کہ گویا انہیں سب سے بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ ان کے آرٹیکلز اور انٹرویوز پڑھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو کتنی بڑی نعمت اور رحمت سمجھتی ہیں۔ اگلی زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ط﴾ (الاحزاب: 33)
 ”اور جب تمہیں نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔“

(بقیہ صفحہ 23 پر)

کرنے کا اصل کام! (5)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

(گزشتہ صفحہ سے)

ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے اور اس کی اقامت کے لیے کمر کس لے۔ دنیا میں کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ میں جو کچھ کر سکتا ہوں اس کے بارے میں جواب دہ ہوں آپ جو کچھ کر سکتے ہیں جو بھی آپ کے اختیار میں ہے اس کے لیے آپ عند اللہ مسئول ہیں ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری کے ساتھ مشروط ہے۔

ع "کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں!"

چنانچہ جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفا کا دعویٰ ہے وہ اپنے سر پر کفن باندھ کر اور یہ عہد کر کے کہ ﴿اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام) "یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔" اللہ کے دین کو عملاً قائم کرنے کی جدوجہد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس لیے کہ تکمیل رسالت محمدی کا آخری مرحلہ ابھی باقی ہے جس کی خبر دی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ ہوتا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ بعثت محمدی کا تقاضا تمام و کمال پورا نہ ہوا اور دنیا ختم ہو جائے!

دنیا کے خاتمے سے پہلے چاروائگ عالم پر کل
عالم انسانیت پر اللہ کا دین نافذ ہوگا۔ اسی کام کے لیے
پاکستان قائم کیا گیا تھا۔ ہم نے اللہ سے پکار پکار کر چیخ چیخ
کر دعائیں کی تھیں کہ اے اللہ! ہمیں انگریز اور ہندو کی
دوہری غلامی سے نجات دے، ہم تیرے نبی کے دین کا
بول بالا کریں گے، پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں
گے۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلام کے
اصول حریت و اخوت و مساوات کا نمونہ دنیا کے سامنے
پیش کریں گے اور اسی لیے ہمیں 'ہجرے' کے طور پر یہ ملک
ملا تھا، لیکن افسوس! صد افسوس! آؤ لی لک فَاؤ لی، ثُمَّ

اَوَلٰی لَکَ فَاَوَلٰی 55 برس گزر گئے لیکن اسلام یہاں نہیں آیا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ نے پہلے 25 برس ہمیں مہلت دی تھی۔ جب ہم نے اسلام نافذ نہیں کیا تو اللہ نے عذاب کا ایک کوڑا ہماری پیٹھ پر برسایا۔ ہندوستان کے ہاتھوں 1971ء کی شکست عظیم یاد ہے؟ ہمارے 93 ہزار فوجی اس ہندو کے ہاتھوں جنگی قیدی بنے جس پر ہم نے کہیں ہزار برس حکومت کی تھی، کہیں چھ سو برس اور کہیں آٹھ سو برس۔ اندرا گاندھی کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ ہم نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ:

"We have avenged our thousand years defeat."

کہ ہم نے اپنی ہزار سالہ شکست کا بدلہ چکا دیا ہے۔

غور کیجئے کہ اللہ کے عذاب کا یہ کوڑا کیوں پڑا؟
اس لیے کہ ہم نے اللہ کے دین کے ساتھ بے وفائی کی، اللہ
کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور اللہ کے دین کو نافذ نہیں کیا۔
اور اب جو حالات ہیں وہ انتہائی تشویشناک ہیں۔ ہم
امریکہ کے ہاں گروی رکھے جا چکے ہیں، ہمارے Bases
اس کے کنٹرول میں ہیں۔ ایف بی آئی، سی آئی اے اور
موساد پاکستان میں موجود ہے۔ ہمارے ایئر پورٹس پر ان
کے معین حسے ہیں، ہماری خود مختاری گویا گروی رکھ دی گئی
ہے۔ دوسری طرف بھارت کی دھمکی آمیز روش اور اس کی
رعونت کو دیکھئے کہ کتنے بڑے پیمانے پر اس نے ہماری
سرحدوں پر فوجیں لاکھڑی کی ہیں اور ہم اس سے معذرت
کر رہے ہیں کہ در اندازی بالکل بند ہو چکی ہے۔ حالانکہ
پہلے ہم کہہ رہے تھے کہ یہ تو مجاہدین آزادی ہیں، آزادی
کی جدوجہد ان کا حق ہے، لیکن اب ہمیں اپنا قصو کا ہوا
چانا پڑا ہے۔ یہ حالات ہیں جس میں اندیشہ ہے کہ کہیں
اللہ کے عذاب کا بڑا کوڑا ہماری پیٹھ پر نہ برس جائے۔
آپ میں سے بہت سے لوگوں کے علم میں ہو گا کہ آج
سے کوئی سال بھر پہلے امریکہ کے ایک بہت بڑے جھنک

ٹینک کی طرف سے یہ بات آچکی ہے کہ 2020ء میں "پاکستان" کے نام سے کوئی ملک دنیا میں موجود نہیں ہوگا۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو! اللہ تعالیٰ ان کے عزائم کو خاک میں ملانے پر قادر ہے، لیکن اگر ہمارے چلن یہی رہے تو شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لے۔ ہم نے موثر دے بنائی، ہم نے بڑے بڑے عمل بنالئے۔ گراچہ، لاہور اور پشاور کی ڈیفنس سوسائٹیاں ذرا جا کر دیکھئے کہ کیسے کیسے محلات تعمیر کیے گئے ہیں۔ اسلام آباد کے بنگلے دیکھئے کہ دو دو تین تین کروڑ کا ایک ایک بنگلہ ہے، لیکن ہم اسلام نافذ نہیں کر سکے۔ یہ جرم ہمارا ایسا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس پر اللہ آخری سزا دے دے اور ہو سکتا ہے کہ ابھی کچھ مہلت باقی ہو۔ بہر حال ایک بات محاورے کے طور پر کہی جاتی ہے کہ "جب تک سانس جب تک آس"۔ جب تک اللہ نے مہلت دے رکھی ہے کچھ نہ کچھ کرنا ہے۔ کرنا کہا ہے، نہ جان لیجئے!

میرے اب تک کے بیان سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ اسلامی نظام کا قائم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ محمد عربیؐ کو بھی اس راہ میں اپنے دندان مبارک شبید کروانے پڑے اپنے خون کا فوارہ چھڑوانا پڑا اور 259 صحابہ کی جانوں کا نذرانہ دینا پڑا جن میں حضرت حمزہؓ، بھی تھے اور حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی۔ آج بھی یہ کام آسان نہیں ہے۔

ع ”لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہوں!“

آج اسلام کے نفاذ کے لیے ہماری تنظیم اسلامی کا جو طریقہ کار ہے وہ میں اب آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔
(1) پہلا مرحلہ یہ ہے کہ خود اپنی ذات پر اور اپنے گھر میں اسلام نافذ کیا جائے۔ سب سے مشکل کام یہی ہے۔

ع "منزل بھی کنٹھن سے قوموں کی زندگی میں!"

ہمارے عوام کی عمومی روش یہ ہے کہ ہم سے نعرے لگو الٹو چندے لے لٹو جلوس نکلو الٹو چلے کرو الٹو لیکن ہماری زندگی کا جو نقشہ ہے وہ نہیں بد لے گا۔ اگر سودی کا رو بار ہے تو وہ جاری رہے گا اگر سودی قرضہ لے کر محل بنایا ہے تو وہ باقی رہے گا اگر گھر میں شرعی پردہ نہیں ہے تو نہیں آئے گا تو اسلام کیسے آجائے گا؟ لہذا جس کا بھی ارادہ ہو جسے بھی اللہ تعالیٰ آپ میں سے قبول فرمائے اُسے پہلا فیصلہ یہ کرنا ہو گا کہ مجھے اپنی زندگی سے حرام کو نکال دینا ہے

فرائض و واجبات کی پابندی کرنی ہے اور ارکان دین کی بجا آوری تمام شرائط کے ساتھ کرنی ہے۔ پھر یہ کہ اپنے وجود پر اور اپنے گھر پر شریعت کا مکمل نفاذ کرنا ہے۔

(2) شریعت پر کاربند ہونے کا عزم کر لینے والے پھر مل جل کر ایک طاقت بنیں۔ ایک اکیلا دو گیا رو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ((يُنْذِرُ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ)) یعنی اللہ کی تائید اور اللہ کی نصرت جماعت کے ساتھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول تو یہاں تک ہے: ((لَا إِسْلَاقَ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ)) "جماعت کے بغیر کوئی اسلام نہیں ہے۔"

چنانچہ جماعت کی شکل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے ہم نے تنظیم اسلامی بنائی۔ ہمارا سیاست کا کھیل کھیلنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تو اپنی زندگی کے دس سال جماعت اسلامی کی تحریک کی نذر کر کے پھر وہاں سے نکلا تھا اور اسی بنیاد پر نکلا تھا کہ آپ نے جو انکیشن کا راستہ اختیار کیا ہے اس سے آپ عام معنی میں سیاسی جماعت بن گئے ہیں اب آپ وہ انقلابی جماعت نہیں رہے جس میں میں نے شمولیت اختیار کی تھی۔ ہماری دعوت یہ ہے کہ ہماری جماعت میں آنے والے لوگ پہلے اپنی ذات پر اور اپنے گھر میں اللہ کے دین کو نافذ کریں جو بڑا مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری رفتار بڑی کمزور ہے۔ لوگ نعرے لگانے کو تیار ہیں کسی کو کا فر کہلاتا ہو تو نعرے لگا دیں گے کسی کے خلاف کوئی مبہم اٹھانی ہو تو اٹھا دیں گے مگر خود اپنے آپ کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد: 11) یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نہ بدلے۔ تو پہلا قدم اپنے آپ کو بدلنا اور دوسرا قدم مل جل کر جماعت بنانا ہے۔

دنیا میں جماعت سازی کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ ایک دستوری طریقہ ہے کہ اگر آپ کو کسی جماعت کا دستور منظور ہے تو آپ اس کے رکن بن گئے پھر ارکان جو ہیں وہ صدر یا امیر کا ایک معین مدت دو سال چار سال یا چھ سال کے لیے انتخاب کریں گے۔ پھر اس امیر یا صدر کے لیے شورعی یا مینیجنگ کمیٹی ہوگی۔ اس میں طے کیا جائے گا کہ کتنے اختیارات امیر کے پاس ہیں اور کتنے شورعی یا مینیجنگ کمیٹی کے پاس ہیں۔ یہ طریقہ کار میرے نزدیک مباح ہے جائز ہے حلال ہے حرام نہیں ہے لیکن مسنون نہیں

ہے۔ جماعت سازی کا مسنون طریقہ بیعت پر مبنی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت علی الموت لی کہ اپنی جانیں دے دیں گے لیکن یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ غزوہ احزاب میں خندق کھودی جا رہی تھی تو کئی کئی وقتوں کے فاقے کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب پھاڑے پھاڑے تھے تو ان کی زبان پر ایک شعر تھا جسے وہ آواز میں آواز ملا کر پڑھ رہے تھے:

فَتَحْنُ الَّذِينَ تَبَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد کی بیعت کی ہے اب یہ جہاد جاری رہے گا جب تک جان میں جان ہے۔“

جب جان نکل جائے تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی جب تک جسم میں جان ہے یہ جہاد جاری رہے گا۔

اب آپ بیعت کے بارے میں یہ متفق علیہ روایت ملاحظہ کیجئے جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث میں مذکور بیعت نو نکات پر مشتمل ہے اور اسی کو ہم نے تنظیم اسلامی میں اختیار کیا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّجْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشِطِ وَالْمَكْرَةِ وَعَلَى أَكْثَرِ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْمَانًا كُفًّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَّا يَجِدُ

”ہم نے بیعت کی تھی اللہ کے رسول ﷺ کے اس پر کہ آپ کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے چاہے مشکل ہو چاہے آسانی ہو چاہے ہماری طبیعتیں آمادہ ہوں چاہے ہمیں طبیعتوں پر جبر کرنا پڑے چاہے دوسروں کو ہم پر ترجیح دے دی جائے (ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہم آپ کے پرانے خادم تھے اور آپ نے ایک نووارد کو ہمارے اوپر امیر کیوں بنا دیا؟ بلکہ یہ آپ کا اختیار ہو گا جسے آپ چاہیں امیر بنائیں) جنہیں امیر مقرر کیا جائے گا ان سے جھگڑیں گے نہیں (ان کی بھی اطاعت کریں گے) البتہ ہر موقع پر جو صحیح رائے ہوگی وہ ضرور پیش کر دیں گے اللہ کے معاملے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔“

یہ بیعت محمد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سے لی تھی۔ ہم نے اس کو ایک لفظ (فی المغزوف) کے اضافہ کے ساتھ اختیار کر لیا۔ اس لیے کہ امیر تنظیم اسلامی کی بیعت مطلق نہیں ہے شریعت کے دائرے کے اندر اندر ہے۔ امیر تنظیم شریعت کے کسی حکم کے خلاف حکم نہیں دے سکتا البتہ اس دائرے کے اندر اندر جو حکم دے گا وہ (رفقا، تنظیم کے لیے) واجب العمل ہے۔

(3) جو لوگ یہ بیعت کر لیں اور وہ اپنے گھر پر اپنی ذات پر اللہ کا دین حتی المقدور نافذ کر چکے ہوں، اب وہ یہی کام کریں کہ یہ دعوت لوگوں تک پہنچائیں۔۔۔۔۔ زبان سے کتابوں سے رسالوں سے ویڈیوز سے آڈیوز سے گفتگوؤں سے اور خطابات عام سے یہ پیغام عام کر دیں تاکہ لوگ اس جماعت میں شامل ہوں اور ان کی معتد بہ تعداد ہو جائے۔ پھر ان کی تربیت ہو۔ اور جب تک تعداد اتنی کافی نہ ہو جائے کہ پورے نظام کو چیلنج کیا جاسکے اس وقت تک یہی کام باللسان کرنا ہے زبان سے نیکی کی بات کرنی ہے زبان سے برائی سے روکنا ہے اور ساتھ ساتھ تربیت کا عمل جاری رکھنا ہے۔ اور جب طاقت کافی ہو جائے، منظم بھی ہوں، واقعتاً اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لیے تیار بھی ہوں، تو اب ہم چیلنج کریں گے کہ ہم یہ فلاں حرام کام یہاں نہیں ہونے دیں گے یا ہم نہیں یا یہ نہیں! گھیراؤ کریں گے پکٹنگ کریں گے جلوس نکالیں گے دھرنے ماریں گے اپنے سینے کھول کر کہیں گے کہ چلاؤ ہم پر گولی!

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن نہ مال نفیست! نہ کشور کشائی!

جو کام ایرانیوں نے کیا وہ یہاں کرنا ہوگا۔ انہوں نے بیس ہزار سے تیس ہزار کے درمیان جانیں دے دیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہنشاہ آریامہر محمد رضا شاہ پہلوی کو جان بچا کر بھاگنا پڑا اور آیت اللہ خمینی عیس سے نازل ہو کر وہاں کا حکمران بن گیا۔ یہ تو ہماری زندگیوں میں ہوا ہے کوئی بہت پرانا معاملہ نہیں ہے ابھی اس کو ربع صدی بھی نہیں ہوئی ہے۔ یہ کوئی ازمنہ قدیم کی تاریخ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں غلطی یہ ہوئی کہ کچھ لوگوں نے سوچا کہ چلو ایکشن کا راستہ دیکھتے ہیں ہمیں زیادہ ووٹ مل جائیں گے حکومت ہماری ہو جائے گی تو ہم اسلامی نظام قائم کر دیں گے۔ لیکن یہ راویں میرا، عسیر بن گئی یہ شارٹ کٹ longest کٹ بن گئی۔ جماعت اسلامی نے

1951ء میں پہلی مرتبہ انکیشن میں حصہ لیا تھا اب 2002ء میں لے رہے ہیں لیکن ان 51 برسوں کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ اور سوچئے کیا آیت اللہ شیعنی کی حکومت ایران میں انکیشن کے ذریعے قائم ہو سکتی تھی؟ قطعاً نہیں ناممکن! اس اعتبار سے یہ نہ سمجھئے کہ میں آیت اللہ شیعنی کی پوری دعوت اور ان کے عقائد کی تائید کر رہا ہوں۔ نہیں وہ شیعہ ہیں ہمارا ان کا بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کہ انقلاب برپا کرنے کے لیے اس وقت دنیا میں آخری قدم انکیشن نہیں ہے۔ پھر یہ کہ کسی طرح کی دہشت گردی کر کے اور کسی چھاپہ مار جنگ سے بھی اسلام نہیں آئے گا۔ لوگوں نے یہ راستے اختیار کر کے دیکھ لیے ہیں لیکن کہیں کامیابی نہیں ہوئی نہ الجزائر میں نہ مصر میں حالانکہ بہت سے لوگوں نے جانیں دی ہیں اور غلوں کے ساتھ دی ہیں۔

عام طور پر یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ انتقال اقتدار کے دو ہی راستے ہیں 'ہیلٹ یا بلٹ' لیکن ان دونوں کے علاوہ تیسرا راستہ وہ ہے جو ایرانیوں نے دکھایا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ((الْحُجُومَةُ ضَالَّةٌ الْمُؤْمِنِ فَخَيْبٌ وَجَدَهَا هُوَ أَحَقُّ بِهَا)) یعنی حکمت کی بات دانائی کی بات عقل کی بات سمجھ کی بات وہ تو مؤمن کی گمشدہ متاع کی مانند ہے جہاں سے بھی مل جائے مؤمن اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ چنانچہ جہاں سے ملے لو! شیعہ حضرات نے تو پاکستان میں بھی اپنا مطالبہ منظور کروا کے دکھا دیا تھا۔ ضیاء الحق صاحب نے زکوٰۃ آرڈی نیس نافذ کیا تھا جس پر شیعہ پھر گئے تھے کہ ہم حکومت کو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اندازہ کیجئے کہ مارشل لاء کی حکومت تھی اور مارشل لاء ابھی بوز حائض ہوا تھا۔ 1977ء میں مارشل لاء آیا تھا اور ابھی 1980ء تھا۔ اس کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا لیکن پچاس ہزار افراد نے اسلام آباد میں جمع ہو کر مرکزی سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کر لیا اور دھڑا مار کر بیٹھ گئے کہ ہمیں زکوٰۃ آرڈی نیس سے مستثنیٰ کیا جائے۔ چنانچہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی ناک زمین پر گر گئی اور اس نے یقین دہانی کرائی تب وہ اٹھے۔ یہ طریقہ ہے کام کرنے کا۔ اگر گولی چلتی تو وہ جانیں دیتے۔ ایران میں گولیاں چلی ہیں اور مظاہرین نے جانیں دی ہیں۔ یہاں ضیاء الحق سمجھ دار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شیعوں کے ایسے جھوم پر اگر گولی چلا دی گئی تو پاکستان میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔ شیعہ آفیسرز آری میں پولیس میں بیورو کریسی میں اور ذرائع ابلاغ میں ہر جگہ

موجود ہیں۔ کہاں نہیں ہیں؟ اس لیے اس نے اپنی ناک نیچی کر لی اور ان کا مطالبہ مان لیا۔ یہ طریقہ ہے آج کی دنیا میں مطالبات منوانے کا! لیکن جیسا کہ میں نے کہا اس کے لیے وہ لوگ تیار ہو جائیں جو خود دین پر کار بند ہو چکے ہوں۔ اس وقت دنیا کے جو حالات ہیں ان میں عالم اسلام خصوصاً ہمارے ملک میں شدید مایوسی کی کیفیت ہے۔ اس مایوسی کے ازالے کے لیے ہمیں ان احادیث کی ضرورت ہے جن کا میں نے حوالہ دیا ہے کہ ان میں حضور ﷺ نے روشنی کی کرنیں دکھائی ہیں۔ چنانچہ نہ بش صاحب اترائیں نہ شیرون اترائے۔ ایک زمانہ آئے گا کہ ایک ایک یہودی قتل ہوگا اور عظیم اسرائیل بنانے کا جو یہ خواب دیکھ رہے ہیں وہ ان کا عظیم تر قبرستان بنے گا۔ اس کی خبر دی ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے اور یہ ہو کر رہے گا۔ ابھی حالات ذرا خراب ہیں لیکن درحقیقت جتنے بھی حالات خراب ہیں اتنے ہی اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے مواقع زیادہ ہیں۔ حالات آسان ہو جائیں تو نیکی کا دواجر و ثواب نہیں ہوتا جو مشکل حالات میں کی گئی نیکی کا اجر و ثواب ہوتا ہے۔ مشکل حالات تو اہل ہمت کی ہمت میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

تمندی باو مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے! ان حالات میں ہمارے لیے موقع ہے کہ ہم تن من و جہن اللہ کی راہ میں لگائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے عظیم سے عظیم ترازو ثواب پائیں۔

یہ ہے عظیم اسلامی کی دعوت جو میں نے پیش کر دی ہے۔ میری گفتگو کا خلاصہ ایک مرتبہ پھر دیکھ لیجئے۔ ختم نبوت کے دو مفہوم: (1) حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (2) حضور ﷺ پر نبوت و رسالت کی تکمیل ہو گئی۔۔۔۔۔ تکمیل نبوت کے دو مظہر: (1) ہدایت خداوندی قرآن مجید میں مکمل ہو گئی اور اسے محفوظ کر دیا گیا۔ (2) دین حق کامل کر دیا گیا اسلام کی شکل میں: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔۔۔۔۔ تکمیل رسالت کے دو مظہر: (1) حضور ﷺ نے دین کو قائم کر کے دکھا دیا وہ صرف نظری بات نہیں تھی صرف کتاب میں لکھی ہوئی شے نہیں دی بلکہ عملی نمونہ پیش کیا 'حجت قائم کی۔' (2) حضور ﷺ کی رسالت تمام دنیا کے لیے ہے۔ آفاقی اور گلوبل رسالت صرف حضرت محمد ﷺ کی ہے نہ عینی کی تھی نہ موسوی کی تھی اور نہ ابراہیم کی تھی (علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔۔۔۔۔ لیکن اس آخری بات کے کچھ عملی تقاضے

ہیں۔ اس وقت تو حال یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں ہم یہ کہہ سکیں کہ پورا اسلام نافذ ہے اور دنیا کو دعوت دے سکیں کہ آؤ دیکھ لو اپنی آنکھوں سے اسلام کی برکات کا مشاہدہ کر لو کہ یہ اسلام ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کی بعثت کا جو گلوبل تقاضا ہے یعنی پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ اس کے لیے محنت و مشقت اور جدوجہد جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی تھی ہمیں بھی کرنی ہوگی۔ صحابہ نے مشقتیں جھیلیں مصیبتیں اٹھائیں آزمائشوں میں سے گزرے عملی امتحانات کی جھیلیں میں سے گزرے تب یہ کام کیا ہے۔ اسی کے لیے ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔

اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم
ولسائر المسلمين والمسلمات ○○



☆ دُعائے مغفرت اللہ تعالیٰ العزیز

☆ حلقہ لاہور شرقی کے تاجپورہ اسروہ کے ملتزم رفیق محترم محمد شبیر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی راشد منہاس جوہر 2 کے مہتدی رفیق محترم شاہد افتخار وفات پا گئے۔

☆ عظیم اسلامی مٹان شمالی کے مہتمم محمد یوسف جیلانی کے والد محترم وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-7484225

☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی عظیم ذی الحجۃ اے کے نقیب اسروہ محترم انجینئر یحییٰ عطاء الحق کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-8469585

☆ عظیم اسلامی کوٹ اود کے اسروہ گلشن محمود کے نقیب محترم ڈاکٹر محمود رضا گجر کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-6195708

☆ قرآن اکیڈمی کے کارکن محترم محمد عبد اللہ کے دادا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0304-1128268

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعاے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَاَرْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِي رَحْمَتِكَ وَحَسْبُ لَهُمْ حَسَابًا يَّسِيرًا

سالا نہ اجتماع 2026ء کے حوالے سے

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا رفقاء تنظیم اسلامی کے نام پیغام

رفقاء تنظیم اسلامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیر وعافیت سے ہوں گے۔ تنظیم اسلامی کے سالانہ پانز کے مطابق نومبر کے مہینے میں تنظیم اسلامی کے کل پاکستان سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ البتہ گزشتہ سال بھی سیلاب کی وجہ سے ہم مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں اجتماع منعقد نہ کر سکے تھے اور اب بھی انتظامی معاملات ایسے ہیں کہ بہاولپور میں اجتماع منعقد کرنا ممکن نہیں۔ لیکن پاکستان بھر میں زون کی سطح پر چار مقامات پر ہم یہ اجتماع منعقد کریں گے۔ وسطی پنجاب کے زون کا اجتماع ملتان میں ہوگا، شرقی پنجاب کے زون کا اجتماع لاہور میں ہوگا، کراچی اور بلوچستان کے رفقاء مل کر کراچی میں اجتماع منعقد کریں گے اور ملاکنڈ سمیت شمالی پاکستان کے رفقاء کا اجتماع چیچونٹ، اسلام آباد میں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

تاریخیں آپ تک پہنچ چکی ہیں 7، 8 اور 9 نومبر 2026ء (ہفتہ، اتوار اور پیر)۔ ہفتہ 7 نومبر نماز عصر کے ساتھ اجتماع کا آغاز ہوگا، اتوار 8 نومبر کو جاری رہے گا اور پیر 9 نومبر کو نماز ظہر سے قبل اس کا اختتام ہوگا۔ اتوار کو اکثر و بیشتر مقامات پر چھٹی ہوتی ہے اور پیر 9 نومبر کو سرکاری چھٹی ہے۔ اس لحاظ سے اس مرتبہ تھوڑا آسانی کا معاملہ بھی ہے۔ اس مختصر پیغام کا مقصد یہ یاد دہانی ہے کہ ہم سب یکا را ارادہ کر لیں، اخلاص نیت کے ساتھ شرکت کے لیے محنت اور تیاری کریں۔ انتظامی اعتبار سے مرکزی سطح پر، زون کی سطح پر، حلقوں، مقامی تنظیم اور اُسروں کی سطح پر ایک ایک رفیق شرکت کے لیے اپنی تیاری ابھی سے شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم دعا بھی کریں: ((رَبِّیَّ یَسِّرْ وَلَا تُعَصِّرْ وَتَوْفِّقْ بِالْخَیْرِ)) ”اے میرے رب آسانی کا معاملہ فرما، مشکل نا فرما اور خیر کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔“

اللہ تعالیٰ ہر طرح کے شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ عالمی حالات بڑے خوفناک ہیں، عالمی سطح پر جنگ کے سائے میں ہم نے پچھلی مرتبہ بھی اجتماعات منعقد کیے، اس مرتبہ بھی صورتحال مختلف نہیں ہے۔ ملک بھی انتشار کا شکار ہے۔ ان حالات میں سچی بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے، اللہ کی طرف پلٹنے، اللہ کے دین کی طرف لوٹنے کی زیادہ ضرورت ہے اور یہی ہماری اصل دعوت ہے جس پر ہم نے لبیک بھی کہنا ہے اور لوگوں کو بھی اس طرف متوجہ کرنا ہے۔

سالانہ اجتماع کے بہت سے فوائد ہیں جن سے مستفید ہونے کا یہ سنہری موقع ہے۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلوص نیت کے ساتھ یکا را ارادہ اور تیاری کریں۔ رفقاء اور ذمہ داران اپنے مواخاتی بھائیوں کو توجہ دلائیں۔ میری خواہش ہے اور توقع بھی کرتا ہوں کہ اس مرتبہ بھر پور شرکت ہو۔ ہر رفیق اپنی شرکت کو لازمی بنائے، کوئی انتہائی شرعی مجبوری یا معذوری ہو تو وہ الگ بات ہے۔ ہمارے انتہائی بزرگ رفقاء، صاحب فراش معذور رفقاء یا اللہ نہ کرے کہیں عوارض کا معاملہ ہو تو ایسی صورت میں اُن کی دعائیں ہمارے لیے بڑی قیمتی ہوں گی۔ جن رفقاء کو ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے تو وہ ابھی سے تیاری کریں، اپنی مصروفیات کو آگے پیچھے کر کے ہر صورت میں شرکت کو ممکن بنائیں اور اپنی شرکت کے متعلق ذمہ داران کو آگاہ بھی کریں۔ اللہ کے دین کی راہ میں نکلنے کا ثواب بھی ہوگا، اس میں جان، مال، وقت اور صلاحیتوں کا انفاق بھی شامل ہوگا، اس راستے میں جو مشکلیں اور تکالیف آئیں گی اُن کا بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا اور بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ ان شاء اللہ! اس وقت دنیا کے جو حالات ہیں، اُمت مسلمہ پر جو آزمائشیں، مصائب اور آلام اس وقت نازل ہو رہے ہیں، اُن کے متعلق آگاہی حاصل کرنا اور اُن سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ اپنی دعاؤں میں مجھے اور تمام رفقائے تنظیم کو شامل رکھیں اور اللہ سے دعا کریں کہ زون سالانہ اجتماعات خیر وعافیت سے منعقد ہوں اور ہم سب اُن سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ جزاک اللہ خیراً کثیراً والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گورنر راج، امیر جنسی بمقابلہ عوامی مقبولیت

ابوموسیٰ

آج کل کسی روز نامہ میں کالم لکھنا کسی ہفت روزہ یا ماہنامہ میں لکھنے سے کسی قدر آسان اور مفید ہے اس لیے کہ بین الاقوامی اور ملکی حالات جس سبک رفقاری سے بدل رہے ہیں ہفت روزہ یا ماہنامہ جب تک قاری تک پہنچتا ہے تو بہت کچھ بدل چکا ہوتا ہے اور سوشل میڈیا تو تیز تر ہے یعنی صبح کا اٹھنا بھی نہیں کرتا پڑتا اور تازہ خبر آپ کی جیب سے لمحہ پر لمحہ برآمد ہوتی رہتی ہے اس پر کہا جائے گا کہ سوشل میڈیا پر تو بہت کچھ جھوٹ ہوتا ہے لیکن اخبارات کا کیا حال ہے وہ پہلے ہی طاقت کے پاؤں سے آچکے تھے ری سہی کسریکا قانون نے نکال دی اب یکطرفہ سچ ہے ورنہ جیل ہے۔ لہذا حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے اندر غیر جانبداری ہے تو آپ سوشل میڈیا کی خبروں کی چھان چھان کریں پھر دوطرفہ رویوں پر خبر کو پرکھیں اور خود اس نتیجہ پر پہنچیں کہ سچ کیا ہے ورنہ آج پاکستان سمیت تمام پسماندہ خاص طور پر مسلمان ممالک میں سچ پر پردوں کی اتنی تہیں چڑھائی جا رہی ہیں کہ کھدائی کر کے کسی سچ کو پالنے کے لیے کسی نے قربانی کی ضرورت ہے۔ لیکن کیا اس کا یہ نتیجہ لکھنا چاہیے کہ قلم توڑ دو اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ کیونکہ قاری پڑھتے ہی کہہ دیتا ہے کہ یہ بات یہ خبر یہ اطلاع تو مجھے دس روز پہلے ہی معلوم تھی اور یہ کہہ کر ہفت روزہ کو ایک طرف رکھ دے گا۔ نہیں ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہنگامی اور اضطراری کیفیات وقتی اور عارضی ہوتی ہیں جبکہ عمومی کیفیات کو قرار حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھی جاسکتی ہے جیسے ایک دریا میں سیلاب کے حالات ہوتے ہیں یہ وقتی اور عارضی ہوتے ہیں دریا کا سیلاب اپنے فوائد اور نقصانات چھوڑ کر کچھ دنوں بعد سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی صورت حال مبینہ طور پر نہ کسی ایک آدھ سال میں ٹھہراؤ کی طرف آ جاتی ہے۔ قیامت کے قائم ہونے تک یہ مدوجزر اقوام کے نشیب و فراز کے فیصلے کرتا رہے گا تو اس کی درست، صحیح اور جامع خبر گیری یہ جریڈے ہی کرتے رہیں گے لہذا ان کی ضرورت ہے یہ ناگزیر ہیں۔ قصہ کوتاہ ہم بین الاقوامی اور خاص طور پر ملکی طور پر انتہائی ہنگامی حالات سے گزر رہے ہیں ویسے تو ہم بچپن سے ہی سنتے آرہے ہیں کہ پاکستان دوراے پر کھڑا ہے اور سنگین حالات سے دوچار ہے۔ ایسے ہی بار بار کے

خراب اور خراب تر حالات کا تجربہ کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے میز کے کناروں پر اٹھی چلا تے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان اہل پاکستان کی کڑوتوں سے کناروں سے نیچے کرنے کو ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ میز کو سیدھا کر دیتا ہے اور پاکستان کے بچنے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور یوں اللہ اپنی خصوصی مدد سے پاکستان کو بچا لیتا ہے۔ شوخی قسمت اس وقت بین الاقوامی اور قومی دونوں حوالوں سے حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ پہلے بین الاقوامی حالات پر گفتگو کر لیتے ہیں اس لیے کہ بین الاقوامی معاملات کے حوالے سے بھی پاکستان جگہ جگہ دکھائی دیتا ہے کہیں صلح صفائی کرواتے اور کہیں مکہ معاہدہ کے تحت سعودی عرب کے دشمنوں سے نبرد آزما ہوتے۔ کہیں امریکہ کے صدر ٹرمپ کو امن کے نوبل پرائز کے لیے recommend کرتے ہوئے، ہمارے وزیر محترم شہباز شریف اس سے پہلے امریکہ جا کر ٹرمپ کی تحریفوں کا پل باندھتے ہوئے نوبل پرائز دینے کی سفارش اور حمایت کر چکے ہیں تب صدر ٹرمپ نے کہا کہ ”محترم“ وزیر اعظم آپ یہ سب کچھ میری بیوی کے سامنے بھی دہرا دیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ہمارے محترم وزیر اعظم شہباز شریف کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور امن کا نوبل پرائز نوبل لے آئی۔ یہ تراسی (83) سالہ جنوبی افریقہ کی ہندو خاتون اس انعام کی زبردست حقدار تھی اُس نے سانحہ فزہ کی جس طرح نقشہ کشی کی اور جس طرح اسرائیل کو مجرموں کے گہرے میں کھڑا کیا اور اُس کے ظلم و ستم کو جس طرح بیان کیا راقم کے لیے نوبل پرائز ایوارڈ کرنے والی کمیٹی کی یہ جرأت رندانہ تھی کہ حق باوجود دارر سید۔ قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ دنیا بھر میں ٹرمپ کو امن کا نوبل پرائز دینے کی سفارش صرف دو ممالک پاکستان اور اسرائیل نے کی۔ ٹرمپ کی یہ ایوارڈ حاصل کرنے کی یہ خواہش بے ہنگم بھی تھی اور زبان زد عام بھی تھی اسی لیے ایوارڈ حاصل کرنے والی خاتون نے کہا کہ میں اور ٹرمپ یہ ایوارڈ نصف نصف کر لیتے ہیں۔ گویا بڑے تو بین آمیز انداز میں ٹرمپ کو طنز کیا شاید اس لیے کہ جنوبی افریقہ کی حکومت کا اقتدار ٹرمپ کے سہارے کا محتاج نہیں ہے۔ امریکہ ایران جنگ کے محاذ پر خاموشی چھائی ہوئی ہے اور

یہ خاموشی یقیناً کسی طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ اس لیے کہ آبنائے ہرمز اول تو بند ہے اور کوئی لنگری چال چلتی ہے کچھ نہ کچھ جہاز گزر پاتے ہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ میرا اس پر قبضہ ہے اور ایران بھی قبضہ کا دعویٰ دار ہے۔ اس حوالے سے ایران کا پلہ بھاری دکھائی دیتا ہے بہر حال تیل کے سہ باز دولت سمیت رہے ہیں جن میں ٹرمپ بمع اہل و عیال شامل ہے لیکن دوسری طرف حوثیوں اور سعودی عرب کی جنگ اس وقت عروج پر ہے۔ ایران نے حوثیوں کے بارے میں اعلیٰ کا اہتمام کیا ہے جو سفید جھوٹ لگتا ہے یمن کی حکومت جسے سعودی عرب کی مکمل حمایت حاصل ہے پچھلے دنوں بڑا جارحانہ انداز اختیار کرتی دکھائی دی۔ خبروں کے مطابق اُس نے بہت سے اہم مقامات سے حوثیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ باب المندب کے قرب و جوار میں گھمسان کا دن پڑا ہے۔ کبھی حوثی اُس پر قابض ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی یمن کی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دونوں صحیح معنوں میں باب المندب پر قبضہ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی ایک فریق بھی مکمل قبضہ نہیں کر سکا۔ اگر حوثی باب المندب پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو دنیا کو تیل کے حوالے سے بدترین بحران کا سامنا ہوگا کیونکہ آبنائے ہرمز پر بھی ایران زیادہ کنٹرول رکھتا ہے۔ امریکہ، سعودی عرب اور حوثیوں کے درمیان جنگ میں ڈبل گیم کرتا دکھائی دیتا ہے وہ اعلانیہ طور پر سعودی عرب کی حمایت کرتا ہے اور حوثیوں کے خلاف بیان بازی کر رہا ہے کیونکہ اُسے سعودیوں کو اسلحہ فروخت کر کے مال کھرا کرنا ہے پھر یہ کہ اس سے تیل کی سپلائی بھی جاری رہے گی اور تیل کی قیمتیں زیادہ نہیں بڑھیں گی لیکن خفیہ طور پر حوثیوں کی مدد کرتا نظر آتا ہے مقصد ہے مسلمان آپس میں لڑ کر کمزور پڑیں اگر کل کلاں اسرائیل اپنے ہدف گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھنے کے لیے سعودی عرب پر حملہ کرتا ہے تو سعودی حوثیوں سے جنگ کی وجہ سے کمزور پڑ چکا ہو۔ پاکستان مکہ معاہدہ کی وجہ سے سعودی عرب کی مدد کر رہا ہے پاکستان کا موقف ہے کہ وہ سعودی عرب کی حفاظت تو کرے گا لیکن سعودی عرب کی خاطر کسی دوسرے ملک سے جنگ نہیں کرے گا۔ البتہ حوثی الزام لگا رہے ہیں کہ پاکستان اُن پر حملہ کر رہا ہے حال ہی میں 100 جنگی طیاروں نے حوثیوں کے ٹھکانوں پر بے شمار حملے کیے ہیں۔ حوثی سعودی عرب پر مسلسل حملے کر رہے ہیں انہوں نے دارالحکومت ریاض کے ایئر پورٹ پر حملہ کر کے طیاروں کو نقصان پہنچایا ہے ایک پائلٹ سمیت بہت سے

سعودی ہلاک ہو گئے ہیں۔ راقم کی رائے میں امریکہ کی کوشش ہے کہ وہ اس جنگ کی آڑ میں ایران اور پاکستان میں تصادم کی کیفیت پیدا کر دے اللہ نہ کرے ایسا ہو جو دونوں مسلمان ممالک کے لیے تباہ کن ہوگا۔ اُدھر ٹرمپ نے مذہم انتخابات سے پہلے ایران پر حملہ نہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اول تو ٹرمپ انتہائی ناقابل اعتبار انسان ہے اُس کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا پھر یہ کہ مذہم انتخاب 3 نومبر کو یعنی دو ہفتوں میں ہو جائیں گے اُس کے بعد اگر ٹرمپ Impeachment سے بچ گیا تو امریکہ ایران ایک بڑی جنگ یقینی نظر آتی ہے اور فرض کریں ٹرمپ صدر نہیں رہتا تب بھی راقم توقع نہیں کرتا کہ کوئی نیا صدر صوبہ نیو کا ایجنڈا اور اُن کی خواہشات رد کر کے ایران سے اچھے تعلقات بنا سکے گا۔

جہاں تک پاکستان کے داخلی حالات کا تعلق ہے یہاں بھی گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے عجب بات ہے کہ دوسروں میں صلح کروائی جا رہی ہے لیکن ملک کے اندر ایک جماعت جو بلاشبہ سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اُسے کھڑے لگایا جا رہا ہے اور واضح خواہش بلکہ اعلان سامنے آ رہا ہے کہ ہمیں یہ جماعت قبول ہو سکتی ہے لیکن اس کا بانی اور اصل سربراہ کسی طور پر قبول نہیں کسی صورت اُس کا وجود قبول نہیں یعنی تحریک انصاف صرف اُسی صورت میں قبول ہے اگر وہ اپنے بانی کو مانس کرے کیونکہ ہم اُس پر کر اس لگا چکے ہیں۔ KPK کے وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی لاٹک مارچ پر سوار ہیں سچ کے بعض لوگوں کی وجہ سے مذاکرات شروع ہوئے جو دو دن چلتے رہے لیکن یہ ناکام ہو گئے کیونکہ ایک طرف کی ضد تھی کہ پہلے لاٹک مارچ ختم کر دو پھر مذاکرات آگے بڑھائے جاسکتے ہیں اور دوسری طرف اس بات پر رُک گئے تھے کہ جب تک ہم عمران خان سے ملاقات نہیں کریں گے بات آگے نہیں بڑھائیں گے۔ مولانا فضل الرحمن کو سچ میں ڈالا گیا لیکن اُن سے بھی ہاتھ ہو گیا۔ انہیں کچھ یاد دہانیاں کرائی گئیں لیکن اس دوران KPK میں گورنر راج اور ایمر جنسی دونوں لگا دی گئیں۔ اگر اٹھارویں ترمیم کا فور سے مطالعہ کیا جائے تو ماہر آئین و قانون ہی نہیں عام آدمی کو بھی آسانی سے یہ بات سمجھ آ جائے گی کہ کسی صوبہ میں گورنر راج تمام آئینی تقاضے پورے کر کے لگانا اگرچہ ناممکن نہیں لیکن انتہائی مشکل ہے لیکن بہر حال لگا دیا گیا۔ آگے بڑھنے سے پہلے قارئین کو بتاتے چلیں کہ پاکستان میں آج تک سولہ (16) مرتبہ گورنر راج لگ چکا ہے۔ فوری اور عارضی طور پر تو مرکز اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن بحیثیت جمہوری اور گلجیا ملک و قوم کو اس کا نقصان ہی پہنچا اس مرتبہ

اضافی بات یہ ہے کہ جو صوبائی حکومت گورنر راج کی زد میں آئی ہے اُسے صوبہ میں دو تہائی اکثریت حاصل ہے گورنر راج دو ماہ کے لیے ہوتا ہے اور دو بار اُس میں توسیع کی جاسکتی ہے کل چھ ماہ سے زیادہ ایک صوبہ میں گورنر راج آئینی طور پر نہیں رہ سکتا۔ بہر حال آئین میں 26 ویں اور 27 ویں ترمیم کے بعد ملک میں عدلیہ ہے پر نہیں ہے لہذا فیصلے تو صرف طاقت کی بنیاد پر ہوں گے۔ ایک بات بڑی عجیب ہوئی وہ یہ کہ اس بحران کے درمیان مسئلہ صرف عمران خان کے حوالے سے چلتا رہا لیکن 2 اکتوبر سے اس میں دہشت گردی کے مسئلہ کو بھی گھسیٹ لیا گیا کہ صوبائی حکومت دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں مرکز کو سپورٹ نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے۔ عوامی سوچ کا رخ تبدیل کرنا مقصود تھا اس لیے کہ کون ہوگا جو بقائم ہوش و حواس دہشت گردی کی مخالفت نہیں کرے گا اور الزام لگا دیا کہ صوبائی حکومت دہشت گردی میں تعاون نہیں کر رہی تھی جبکہ صوبائی حکومت کا موقف تھا کہ ہمیں صرف طریقہ کار سے اختلاف تھا۔ PTI کے حوالے سے بھی یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اگر وہ اسلام آباد پہنچ بھی جاتے تو کنٹینرز کی دو دو لہروں سے انہوں نے سر پھوڑنا تھا کب تک کنٹینرز کے سر ہانے بیٹھے ماتم کرتے رہے کہ کوئی مثبت نتیجہ نکل آتا۔ کیا آپ یہ توقع کرتے تھے کہ حکومت کا رویہ یہ ہوگا کہ چونکہ تم دونوں اتنے دنوں سے کنٹینرز کے پاس کھڑے ماتم کر رہے ہو لہذا تمہارے مطالبات تسلیم کر لیتے ہیں یہ عقل سے عاری بات تھی۔ بہر حال گورنر راج اور ایمر جنسی لگ چکی ہے۔ صوبے کو نہ صرف ملک بلکہ دنیا بھر سے کاٹ دیا گیا ہے۔ نہ موبائل نہ انٹرنیٹ، نہ وائی فائی کوئی نہیں جانتا کہ صوبہ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ کچھ جمہوری خبریں حکومت دے رہی ہے تو کچھ فیک وینڈیوز PTI چلا رہی ہے۔ حکومت سے سوال ہے کب تک صوبے میں ہنگامی صورت حال رکھو گے اور کیا ان حکومتی اقدام سے ملک میں PTI مزید پالپوز نہیں ہو جائے گی آخر کب تک ایمر جنسی رکھو گے اور جب بھی بھی انتخابات کروائے تو کیا اس بار قارم 47 بھی چل سکے گا یا کچھ اور ہی کرنا پڑے گا۔

بہر حال پاکستان اس وقت بدترین سیاسی بحران کا شکار ہے اور یہ ایک اہل حقیقت ہے کہ جس ملک میں سیاسی عدم استحکام ہو وہاں معاشی ترقی ممکن نہیں۔ جبکہ ہمارا سیاسی عدم استحکام ایک خطرناک صورتحال اختیار کر چکا ہے جس نے تشویشناک بلکہ خوفناک بحران کی صورتحال اختیار کر لی ہے۔ ہمارا قرضہ ہمارے جی ڈی پی کا 70 فیصد سے زائد ہو چکا ہے ایسی حالت میں پاکستان ڈیفالٹر قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن موجودہ حکومتی سیٹ اپ جس طرح خطے میں

امریکی مفادات کی دیکھ بھال کر رہا ہے لہذا امریکہ کے نزدیک پسندیدہ ملک ہونے کی وجہ سے ہمیں آفیشلی دیوالیہ ڈیکلیر نہیں کیا جا رہا۔ پاکستان اقتصادی لحاظ سے MENA زون میں ہے جو مڈل ایسٹ تاریخہ افریقہ کا مخفف ہے۔ اس زون میں پاکستان کے علاوہ افغانستان شام، یمن اور کچھ دوسرے غریب ممالک ہیں۔ ورلڈ بینک نے ایک تحقیقی رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق ان ممالک میں جتنے افراد غربت کی لکیر کے نیچے ہیں ان کا 48 فیصد پاکستان میں ہے۔ گویا اس زون میں مجموعی طور پر غربت کی لکیر کے نیچے افراد میں سے تقریباً آدھے پاکستان میں رہتے ہیں۔ پاکستان بری طرح قرضوں کے انبار نیچے دبا ہوا ہے۔ سیاسی ابتری کی وجہ سے نہ صرف بیرونی تجارتی کمپنیاں پاکستان سے بھاگ رہی ہیں بلکہ پاکستان کے سرمایہ دار بھی پاکستان سے باہر سرمایہ کاری کرنے پر مجبور ہیں۔ حال ہی میں ایک رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا میں پاکستان اور افغانستان بدترین بھوک زدہ ممالک قرار دیے گئے ہیں۔ دنیا میں 31 مقررہ ممالک کی ایک تنظیم بنی ہے پاکستان کو اس کی سربراہی دی گئی ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے اپنے اس چار سالہ دور حکومت میں غیر ملکی دوروں کا نیا ریکارڈ قائم کیا ہے لیکن ایک پھوٹی کوڑی کی سرمایہ کاری نہیں ہو سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کا سرمایہ کار اپنا سرمایہ لگانے سے پہلے اس ملک کی سیاسی صورتحال دیکھتا ہے اور جائزہ لیتا ہے کہ ملک کی بنیادیں مضبوط ہیں یا نہیں۔ انہیں خطرہ ہوتا ہے کہ ملک ڈوبنے کے ساتھ کہیں ان کا سرمایہ بھی نہ ڈوب جائے۔ بہر حال ہم اپنی پالیسیوں کی وجہ سے اور خاص طور پر اقتدار کی چھین چھوٹ سے جس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس سے ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ آج کی دنیا میں عوام کی اکثریتی رائے کو نظر انداز کر کے اور طاقت کی بنا پر مسلط ہونا بڑا مہنگا پڑ سکتا ہے۔ پہلے بھی ہم مشرقی پاکستان میں اکثریتی رائے کو طاقت سے ختم کرنے کے نتائج بھگت چکے ہیں۔ تمام سٹیک ہولڈرز سے دست بستہ عرض ہے کہ ملک کے وجود کو داؤ پر نہ لگایا جائے افہام و تفہیم اور مذاکرات سے تمام مسائل حل کر لیے جائیں۔ لڑائی جھگڑے اور شدت پسندی مسئلے کا حل نہیں پیدا کرتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا گورنر راج اور ایمر جنسی مقبولیت میں مزید اضافہ کا باعث نہیں بنے گی؟ اہل پاکستان سے درخواست ہے کہ پاکستان کی سلامتی کے لیے کردار ادا کریں۔ اللہ پاکستان کو تاقیامت قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین!



بندوں کو گنا کرتے ہیں، تو لائیں کرتے

خالد نجیب خان

طیارے کا واقعہ سامنے آیا، اسرائیل میں یہ بحث شروع ہوگئی کہ کیا وزیراعظم نے کسی ممکنہ خطرے کی پہلے سے اطلاع حاصل کر لی تھی یا محض عمومی نوعیت کی سیاسی پیش گوئی کی تھی۔ حزب اختلاف نے الزام عائد کیا ہے کہ متن یا ہو اس واقعے کو اپنی سکیورٹی کی اہلیت ثابت کرنے کے لیے سیاسی طور پر استعمال کر رہا ہے۔ یہاں اصل سوال یہ نہیں کہ متن یا ہونے اس واقعے سے سیاسی فائدہ اٹھایا یا نہیں، اصل سوال یہ ہے کہ کیا جدید جمہوریت میں ووٹر کی رائے اس قدر آسانی سے خوف کے زیر اثر لائی جاسکتی ہے؟

جواب اگر اثبات میں ہے تو پھر ہمیں جمہوریت کے اس دعوے پر بھی نظر ثانی کرنا ہوگی جس میں کہا جاتا ہے کہ عوام آزادانہ اور غیر جانب دارانہ ماحول میں اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔ کیونکہ خوف زدہ آدمی عموماً دلیل نہیں سنا، وہ پناہ تلاش کرتا ہے اور کسی سیاست دان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی انتخابی نعمت نہیں کہ وہ خود کو عوام کی پناہ گاہ دینا کرپش کر سکے۔

متن یا ہونے کے لیے مسئلہ صرف ایک طیارے کا واقعہ نہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ 17 اکتوبر 2023ء کے حملے نے اس حکومت کے اس بنیادی دعوے کو شدید نقصان پہنچایا تھا کہ اسرائیل کی ریاست اپنے شہریوں کو مکمل سکیورٹی فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اب انتخابات کے موقع پر ہر نیا سکیورٹی واقعہ اس بنیادی سوال کو دوبارہ زندہ کرتا ہے کہ جو حکومت اپنے شہریوں کو اس بڑے حملے سے نہ بچا سکی، وہ آئندہ انہیں کیسے محفوظ رکھے گی؟ یہی وجہ ہے کہ طیارے کا واقعہ محض ایک فضائی حادثہ یا مبینہ حملہ نہیں رہا بلکہ انتخابی سیاست کا موضوع بن چکا ہے۔

یہ بھی عجیب ستم ظریفی ہے کہ جو ریاست فلسطینیوں کے لیے ہر روز "سکیورٹی" کے نام پر ہم برسائے کو اپنا حق سمجھتی ہے، اس کے اپنے شہری اب ہر ممکنہ خطرے کو اسی ٹینک سے دیکھنے پر مجبور ہیں۔ سکیورٹی کا وہی بیانیہ جو برسوں سے فلسطینیوں کے خلاف استعمال ہوتا رہا، اب اسرائیلی سیاست کے اندر بھی انتخابی نعرے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں ایک شہری کے خوف کو ووٹ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ ایک فلسطینی کے خوف کو دہشت گردی کا نام دے کر ختم کرنے کی۔

حتیٰ کہ دو سال قبل جب بین الاقوامی فوجداری عدالت آئی سی سی میں جنگی جرائم کا مقدمہ قائم ہوا اور اس کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے تو اندرون اسرائیل بھی اس کے خلاف بڑی ریلیاں اور جلوس نکالے گئے، جو اس بات کا مظہر تھے کہ اس کی مقبولیت کم ہو رہی ہے۔

اقتدار کا نشہ بہر حال ایسا ہے کہ ایک مرتبہ اگر ایک روز کے لیے اتفاقاً بھی مل جائے تو اپنے اثرات چھوڑ جاتا ہے، کجایہ کہ حصول اقتدار کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا ہو۔ ایسے میں ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اگر ایک آدھ اپنا مسافر طیارہ بھی خطرے میں پڑ جائے تو بعض سیاست دان اسے بھی سیاسی موقع سمجھنے لگتے ہیں۔ ماضی میں اپنے دو مسافر طیارے اور ایک بڑی عمارت تباہ ہونے کے واقعے کو بنیاد بنا کر ایک بڑے ملک نے دنیا بھر میں جو سیاسی اور عسکری مقاصد حاصل کیے، ان کے مقابلے میں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہی سے تل ابیب جانے والی فلاحی دہائی کی پرواز میں ہونے والے واقعے سے اسرائیل ہی نہیں، پورے خطے میں ہلچل پیدا ہوگئی ہے۔ 30 ستمبر کو پرواز FZ1073 میں مبینہ طور پر شریک پائلٹ نے کاک پٹ میں کپتان پر حملہ کیا، جس کے بعد طیارہ اچانک خطرناک انداز میں نیچے آیا۔ مسافروں اور عملے کی مداخلت سے تملہ آور پر قابو پایا گیا اور طیارے کو سعودی عرب کے شہر تبوک میں ہنگامی لینڈنگ کرنا پڑی۔ واقعے کی باقاعدہ تحقیقات جاری ہیں اور اس کے محرکات کے بارے میں تادم تحریر حتمی بات سامنے نہیں آئی اور توقع ہے کہ ناجائز ریاست کے عام انتخابات کے نتائج آنے تک نہیں آئیں گے۔

کیا یہ محض اتفاق ہے کہ یہ واقعہ اسرائیل کے عام انتخابات سے چند ہفتے پہلے پیش آیا اور اس سے ایک روز قبل ہی متن یا ہونے انتخابات کے دوران ممکنہ حملوں کے خطرے کے حوالے سے خبردار بھی کیا تھا۔ اور پھر جیسے ہی

انتخابات کے نتائج میں بندوں کی تعداد بڑھانے کے لیے جو متن کیے جاتے ہیں، ان کو دیکھ کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ انتخابات اگر بھارت میں ہو رہے ہوں تو اس کا شہیاد پاکستان کو بھگتنا پڑتا ہے کہ حکمران جماعت اپنے ووٹروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اپنی ہی سرزمین پر جھوٹ موٹ کے حادثات کرا لیتی ہے اور الزامات پاکستان پر ڈال دیے جاتے ہیں۔ امریکہ میں ملزم انتخابات ہوں تو وہاں کا حکمران بھی ووٹ حاصل کرنے کے لیے دنیا بھر میں کہیں نہ کہیں جنگ چھیڑ لیتا ہے اور اس جنگ کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے زمین آسمان ایک کر دیتا ہے۔

انتخابات میں ووٹروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے مروجہ طریقہ واردات کی بھنگ اب ناجائز ریاست اسرائیل کے حکمرانوں تک بھی پہنچ چکی ہے، جہاں اسی ماہ کی 27 تاریخ کو عام انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ برائی کا آغاز ہی وہاں سے ہوتا ہے۔ یہاں حکمران جماعت لیکوڈ پارٹی کے سربراہ متن یا ہونے گزشتہ چند برسوں میں جو جنگی جرائم کیے ہیں، ان کی وجہ سے اس کی مقبولیت دنیا بھر میں تو کم ہوئی ہی ہے، اپنے ملک میں بھی بہت کم ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ وہ پہلی مرتبہ 1993ء میں لیکوڈ پارٹی کا سربراہ منتخب ہوا اور 1996ء میں پہلی بار وزیراعظم بن گیا اور 1999ء تک اس عہدے پر رہا۔ بعد میں 2009ء میں پھر وزیراعظم بننے کا موقع ملا تو 2019ء تک اس عہدے پر براہمان رہا۔ اس دوران اس کی مقبولیت کم ہوتی چلی گئی۔ 2019ء اور 2022ء کے درمیان چار مرتبہ انتخابات ہوئے مگر اس کے لیے حکومت بنانا ممکن نہ ہوا۔ آخر کار 2022ء میں اقتدار ملا تو گویا فلسطین پر ظلم و ستم کا بازار گرم کرنے کا لائسنس مل گیا، مگر ہر نئے ظلم کے بعد اسے اپنے عوام کی طرف سے نئی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

احترام لازم ہے

محترم مسلمانہ خواجہ

اخبار کی پیشانی ہے
آیت قرآنی ہے
ساتھ یہ ہدایت ہے
احترام لازم ہے
بات تو بجا ہے
درست! جو کہا ہے
اللہ کی نشانی ہے
ادب کے سب قرینوں کا
اہتمام لازم ہے
ہاں، احترام لازم ہے۔
پوچھنا گھر یہ تھا
یہ احترام کیسے ہو؟
شعار رسانی تعظیم کی
عزت و کیسے ہو؟
الزام کیسے ہو؟
اپنا ہم جھکا میں گے
آنکھوں سے بھی لگا میں گے
اونچی جگہ دھریں گے ہم
ہاں یوں ادب کریں گے ہم
عرض تو ہے یہ گھر
اخبار کی اسی سطر
سے کچھ ہی دور ہوں اگر
اسی صفحے پر جلوہ گر
ترک حسینا میں بھی
کفر کی ادائیں بھی
تصویر میں عریانی ہو
آیت کی تا فرمانی ہو
تو احترام چہ معنی؟
ادب سے سر جھکانے کا
سب اہتمام چہ معنی؟
سوچے ذرا
آپ بھی بہر خدا
تفاد ہے کھلا ہوا
مذاق ہے نہیں یہ کیا؟
درج اوپر آیت بھی
اور بت گری کی صنعت بھی
قرآن کی عبارتیں
اور لبو کی تجارتیں؟
انکار بھی، اسلام بھی؟
تاکید احترام بھی؟؟؟

45 ہے یا 47؟

بہر حال سوال یہ ہے کہ کیا ایک قوم کو ہمیشہ خوف کے سہارے چلایا جاسکتا ہے؟ کیا ہر انتخاب سے پہلے کوئی نیا دشمن پیدا کرنا ضروری ہے؟ کیا ہر سیاسی ناکامی کو قومی سلامتی کے پردے میں چھپایا جاسکتا ہے؟ اور کیا عوام ہمیشہ یہ مانتے رہیں گے کہ اُن کی حفاظت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کی حکومت میں اُن کی حفاظت پہلے ہی سوالیہ نشان بن چکی ہو؟

شاید وقت آگیا ہے کہ دنیا بھر کے ووٹرز یہ معمولی سا سوال پوچھنا شروع کر دیں کہ ہمیں ڈرایا کیوں جا رہا ہے؟ اگر کسی حکمران نے اچھا کام کیا ہے تو اُسے اپنی کارکردگی دکھانی چاہیے، دشمن کا خوف نہیں۔ معیشت بہتر کی ہے تو اُس کے ثبوت پیش کرنے چاہیں، جنگ کی تصویریں نہیں۔ اگر عوام محفوظ ہیں تو انہیں بار بار خطرات سے آگاہ کر کے خوف زدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جمہوریت میں اصل طاقت بندوں کی تعداد نہیں، اُن کے شعور کی ہوتی ہے۔ مگر جب شعور کے بجائے خوف کو ووٹ دینے کا ذریعہ بنالیا جائے تو پھر انتخابات عوامی فیصلے سے زیادہ نفسیاتی مہم بن جاتے ہیں اور نفسیاتی جنگ میں جج، جموٹ، حادثہ، خطرہ اور سیاسی مفاد سب ایک دوسرے میں یوں گڈمڈ ہو جاتے ہیں کہ آخر میں عوام کے پاس صرف ایک چیز بچتی ہے جسے خوف کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خوف محض انسان کا دشمن نہیں بلکہ ایک ایسا اشارہ ہے جو اُسے متنبہ کرتا ہے کہ اُس کی کوئی اہم چیز داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ سیاست دان اسی انسانی کمزوری کو سمجھ کر جب خوف کو اپنی انتخابی مہم کا ایندھن بناتے ہیں تو ووٹر مسائل کا تجزیہ کرنے کے بجائے خطرے سے نجات حاصل کرنے والے ہاتھ کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ بندے کتنے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ بندے کس بات پر کھڑے ہیں۔ انتخابات کا حسن یہ نہیں کہ کتنے ووٹ حاصل کر کے اقتدار مل گیا، اصل حسن یہ ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے کتنے سچ بولے گئے۔ ورنہ بندوں کو گنا تو آسان ہے، انہیں تو لٹاؤ ذرا مشکل کام ہے۔ اور شاید اسی لیے دنیا بھر کے حکمران بندوں کو گنتے ہیں، تو لٹے نہیں۔

(نوٹ: یہ مضمون صرف ناچائز ریاست اسرائیل میں ہونے والے عام انتخابات کے تناظر میں لکھا گیا ہے، پائی جانے والی کوئی بھی مماثلت اتفاقیہ ہوگی۔)



دنیا بھر کی انتخابی سیاست کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ سیاسی جماعتیں عوام کو اپنے کارناموں کا حساب دینے کے بجائے اُن کے خوف کا حساب رکھتی ہیں۔ معیشت خراب ہو تو دشمن کا نام لیا جاتا ہے، بے روزگاری بڑھے تو قومی سلامتی خطرے میں بتائی جاتی ہے، عوام حکومت سے سوال کریں تو کوئی نیا بیرونی خطرہ دریافت کر لیا جاتا ہے، اور انتخابات قریب آئیں تو اچانک قوم کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے گرد سازشوں کا جال بچھا ہوا ہے اور ملک تاریخ کے نازک ترین موڑ سے گزر رہا ہے۔ یوں ووٹر اپنے گھر کے خالی چولہے، مہنگائی، بے روزگاری اور حکومتی ناکامیوں کو بھول کر سرحد پار کے دشمن کو دیکھنے لگتا ہے۔

لیکن اس سارے کھیل میں شاید سب سے زیادہ قابلِ رحم خود ووٹر ہے۔ وہ چار یا پانچ سال کے لیے اپنا نمائندہ منتخب کرتا ہے مگر انتخاب کے دن تک اُس کے سامنے اتنا خوف کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ وہ یہ پوچھنا ہی بھول جاتا ہے کہ جس شخص کو ووٹ دینے جا رہا ہے اُس کی گزشتہ سالوں کی کارکردگی کیا ہے؟ اُس نے تعلیم کے لیے کیا کیا، صحت کے لیے کیا کیا، روزگار کے لیے کیا کیا، امن کے لیے کیا کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس نے اپنے وعدوں میں سے کتنے پورے کیے؟

یہی وہ مقام ہے جہاں جمہوریت محض اعداد کا کھیل بن جاتی ہے۔ بندے گئے جاتے ہیں، تو لے نہیں جاتے۔ ووٹوں کی تعداد شمار ہوتی ہے، ووٹر کے شعور کا وزن نہیں کیا جاتا۔ چلے میں کتنے لوگ آئے، یہ خبر بن جاتی ہے؛ یہ خبر نہیں بنی کہ اُن لوگوں میں سے کتنے اپنے ووٹ کی قدر اور ذمہ داری سے واقف تھے۔ پارلیمنٹ میں کتنے ارکان حکومت کے ساتھ ہیں، یہ اہم ہو جاتا ہے؛ یہ اہم نہیں رہتا کہ وہ ارکان اپنے ضمیر کے ساتھ کہاں کھڑے ہیں؟

اسرائیل کے موجودہ انتخابات بھی اسی بڑے سوال کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ 27 اکتوبر کے انتخابات میں متن یا ہو کی جماعت لیکوڈا اگر سب سے بڑی جماعت بن بھی جائے تو حکومت سازی کے لیے اُسے اپنے اتحادیوں کے ساتھ اکثریت درکار ہوگی۔ تازہ انتخابی جائزوں میں اُس کے اتحاد کی پوزیشن اب بھی اکثریت سے خاصی نیچے دکھائی دے رہی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مقابلہ خاصا سخت ہے۔ ایسے میں ہر سیکورٹی واقعہ، ہر ممکنہ خطرہ اور ہر خوف ناک خبر سیاسی اہمیت اختیار کرے گی۔ ابھی تو یہاں کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہاں پر انتخابی نتائج مرتب کرنے کے لیے فارموں کی کل تعداد

کھائیومت فریب ہستی

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

حوالے کیے۔ کاغذات سب جعلی لکھے، ایجنٹ غائب، خواب پکنا چور۔ پیسہ تباہ! لاش درخت سے لٹکی ہوئی پائی گئی۔

زمینی حقائق، معاشرتی ابتری، بدکرداری، فراڈ سے تعلیم یافتہ بچی اتنی لاعلم رہی؟ گھروں، خاندانوں نے بچیوں کو تنہا بھاری مستقبل کے انہو نے خواب آنکھوں میں سجانے اور انہیں پورا کرنے کے لیے تنہا بھاری رقوم وقاتر میں بیٹھے مافیاز کے حوالے کرنے کو کھلا چھوڑ دیا؟ اساتذہ نے بھی مکمل رہنمائی نہ دی۔ گویا بارود یونیورسٹی امریکہ میں داخلہ نہ ہوا۔ یہاں کہیں چھپا وطنی کے کسی ادارے میں مستقبل سنوارنے جانے کی بات ہوگئی!

اخبارات، نیٹ، میڈیا پر خبروں کی بھرمار رہتی ہے۔ طالبات، اساتذہ، مستقبل ساز رہنمائی (یونیورسٹیوں ہی میں) کیا یہ نہیں بتاتی کہ دنیا میں جرائم (بالخصوص پاکستان) کتنے بے پناہ ہیں۔ نوجوانوں، مردوں کا یورپ جانے، اعلیٰ ملازمتوں پر جھانسون، لوٹ مار کے کتنے گینگ ہیں۔ معصوم سادہ بچی شدت احساس سے خود اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی؟ یہ ہے ہمارا اکتوبر 2026ء کا یوم وخت؟ اس کی فتنہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ تعین کیجیے۔ فوری! کیونکہ ایف آئی اے کے مطابق ماہانہ سٹوڈنٹ ویزوں پر 300 سے زائد افراد کی شکایات درج ہوتی ہیں۔ جن میں سے 90 فی صد، جی 10 (اسلام آباد) پلیو ایریا اور راولپنڈی صدر سے متعلق ہیں۔ (بچی سے فراڈ جی 10 سے ہوا)۔ سیاستیں چھوڑ کر، (کیونکہ اسی 'یوم وخت' پر حکومتی جماعتیں چیلرز پارٹی اور مسلم لیگ، KP حکومت ٹوٹنے کی خوشیاں منا رہی تھیں)۔ کریک ڈاؤن قوم کے ایسے مجرموں پر کریں۔ نیز ڈاکٹر مودت رانا، ماہر نفسیات، (ہیلپ لائن) کا کہنا تھا کہ روزانہ 200 کا لڑا آتی ہیں بیرون ملک جا کر پڑھنے کے لیے فراڈ ہونے پر، ڈیپریشن کی!

پاکستانیوں کی فراڈ کے شعبے میں ذہانت و فطانت ملاحظہ ہو۔ ایک پاکستانی نے امریکی پوسٹل سروس سے بھی 126 ملین ڈالر کا فراڈ کر ڈالا۔ اس سے ہماری تعلیم، تربیت، اخلاقی گراؤ کا عالم بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

17 اکتوبر 2023ء کے حوالے سے مغرب میں ہفتہ اتوار کی چھٹی پر بھرپور پٹیلیاں مظاہرے، پروگرام کیے گئے۔ 10 اکتوبر کو غزوہ میں نسل کشی کے خلاف اسرائیل کی بھرپور مذمت اور مغربی کنارے پر فلسطینیوں کو اسرائیلی اپار

بڑے بھاری بھر کم آئینی اصول و ضوابط روندے جا چکے ہیں تو ہم شکلوں کی جمہوریت والے کیا کہنے کے لائق ہیں! ٹرمپ نے تو یہ بھی ٹویٹ کیا تھا کہ 'چاند ہمارا ہے' ساتھ امریکی جینڈ انٹھی کر کے! ہم نے تو کہا تھا کہ اب 'ناسا' دنیا پر یہ احسان کرے کہ ٹرمپ کو ہفت بھری آکسیجن کی سپلائی دے کر ایک ماہ کے لیے چاند پر متن یا ہو کے ہمراہ بھیج دے۔ تجربہ کامیاب رہا تو دوبارہ جایا جاسکتا ہے مزید قیام امن کے لیے دیگر جگہ بھی!

12 اکتوبر، بین الاقوامی طور پر 'یوم دختر' (بٹیوں کے دن) کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اگرچہ ہم مسلمان سال کے دنوں میں بنوارے کر کے ایک، ایک دن جھونگے میں 'ماں کا دن'، استاد، باپ، بچے، عورت..... کا دن والا قصہ سنا مذاق سمجھتے ہیں۔ ہماری تہذیبی روایات میں ہر دن بھر پور احساس فتنہ داری کے ساتھ بھی کے حقوق کے تحفظ و احترام کا دن ہوا کرتا ہے۔ ایک دن پھولوں کا گلہ مست، کیک، چاکلیٹ، مسکراہٹ، میٹھا جملہ اچھا لکھ کر سال کے باقی دن نفس کی پوجا پاٹ میں کھو جانے کا تصور نہیں۔ ہم اعلیٰ ترین ہستی کے حضور جواب دہ ہونے کی بنا پر طے شدہ نصاب (قرآن کریم) اور اساتذہ، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابراہیم علیہ السلام جیسے باپ، اسماعیل اور یوسف جیسے بیٹے اور پاکیزہ جوانی کا بے مثل نمونہ، امہات المؤمنین جیسی مائیں، سیدہ فاطمہؓ و بنات مطہراتؓ جیسی بیٹیاں رکھنے کی بنا پر مالا مال ہیں۔ اہل مغرب دن مناتے ہیں بچوں کا اور کردار لاتے ہیں اچستین جیسے لائق نغزین!

بہر طور اگر نبی کا تذکرہ کرنا ہی ہے تو بیٹیوں کی تربیت اور تحفظ میں ہمارا ریکارڈ بہت لائق تحسین نہیں ہے۔ 22 سالہ گولڈ میڈلسٹ اسلامک یونیورسٹی کی لائبریری اجازت کے انتہائی در دناک، افسوسناک انجام میں کسے فتنہ دار ٹھہرائیں؟ لائبریری اجازت نے امریکہ جا کر اعلیٰ تعلیم کی خاطر 70 لاکھ روپے، (باپ نے پلاٹ بیچا، ماں نے زیور گروی رکھوایا) امریکی ویزا فراہم کرنے کے لیے ایجنٹ کے

12 ستمبر سے کنٹینر پکڑے روکے دھرے جانے لگے۔ پی ٹی آئی مارچ کی پکار کے ساتھ ساتھ سیکورٹی والوں کی تعیناتی اور راستوں کو بند کر کے 19 ستمبر تک لانگ مارچ بندش کا اہتمام کیا جا چکا تھا۔ مذاکرات، مارچ کی تاریخ بدلنے کی کہانی کے سچ شہری شش و پنج میں مبتلا اپنے اہم پروگرام طے، ملتوی کرتے رہے۔ پھر ہوا وہی جو ہماری لاغر، نحیف و نزار جمہوریت کا خاصا ہے۔ شاید اسی 'جمہوریت' پر مرزا غالب کی دور رس حس شاعری پکارا بھی تھی:

ہاں کھائیومت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ 'ہے'، نہیں ہے
سو وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ خیر پہنچنوخواہ کی صوبائی حکومت، وفاقی حکومت نے گود لے لی۔ گورنرانج نافذ ہو گیا۔ ایمر جنسی لگادی اور گیارہ رکنی میکیو کریٹ مشاورتی کونسل صوبے کی دیکھ بھال فرمائے گی۔ راولپنڈی، اسلام آباد مابین فیصلے طے پائیں گے۔ وجہ 'وبشت گردی کنٹرول نہ ہونے کو قرار دیا گیا'۔ اگرچہ ہر طرف سوال اٹھ رہا ہے کہ بلوچستان میں شدید ترین حالات کے باوجود وہاں کیونکر یہ اقدام نہ اٹھایا گیا۔ مگر ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا! تو خامشی ہی بجلی! تجزیہ نگار، دانشور، قانون، آئین پسند طبقات سبھی اس پر معترض اور ناخوش ہیں۔

مولانا فضل الرحمان کو حکومت اور کے پی وزیر اعلیٰ مابین ثالثی کا کردار ادا کرنے کو وزیراعظم نے کہا تھا۔ مگر پھر بڑے حکم کے تحت اچانک ہنگامی حالت اور گورنرانج کا نفاذ کر دیا گیا۔ اسے مولانا فضل الرحمان نے قطعی مسترد کرتے ہوئے عوام، عدالت، پارلیمان، ہر فورم پر جانے کا عزم ظاہر کیا۔ 'جمہوریت کی رٹ لگانے والوں نے جمہوریت قتل کر ڈالی۔ شہباز شریف سے پوچھیں کہ آپ اپنے فیصلے خود کر رہے ہیں یا کوئی اور۔ یہ تہرہ تھا حکومت توڑنے پر اُن کا۔ مگر آج جب نام نہاد 'جمہوریت' بین الاقوامی طور پر ٹرمپ، متن یا ہو کو برداشت کر رہی ہے۔

ملک کو سیاسی افراتفری کی طرف دھکیلنے سے ہر حال میں گریز کیا جائے۔
منتخب صوبائی حکومت کو برخاست کر کے گورنر راج نافذ کرنے سے عوام
میں اضطراب بڑھے گا۔ دہشت گردی کا خاتمہ تمام اسٹیک ہولڈرز کو
اعتماد میں لے کر انٹیلی جنس میسڈ آپریشنز سے ہی ممکن ہے۔ عوام کی
محرومیوں کے ازالے کے لیے فی الفور اقدامات اٹھائے جائیں۔

شجاع الدین شیخ

ملک کو سیاسی افراتفری کی طرف دھکیلنے سے ہر حال میں گریز کیا جائے۔ منتخب صوبائی حکومت کو برخاست کر کے گورنر راج نافذ کرنے سے عوام میں اضطراب بڑھے گا۔ دہشت گردی کا خاتمہ تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر انٹیلی جنس میسڈ آپریشنز سے ہی ممکن ہے۔ عوام کی محرومیوں کے ازالے کے لیے فی الفور اقدامات اٹھائے جائیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں ایمر جنسی اور پھر گورنر راج نافذ کرنے سے ملک میں سیاسی عدم استحکام بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں ماضی میں بھی مختلف صوبوں میں کئی مرتبہ ایمر جنسی اور گورنر راج نافذ کیے گئے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ان اقدامات کا ہمیشہ منفی نتیجہ ہی نکلا۔ عوامی مینڈیٹ سے منتخب حکومت کو گھر بھیجنے سے نہ صرف سیاسی افراتفری پھیلتی ہے بلکہ عوام کا اعتماد بھی مجروح ہوتا ہے۔ جس ملک میں عوامی اضطراب بڑھ جائے اُس کی سلامتی خطرہ میں پر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک عرصہ سے دہشت گردی کا شکار ہے۔ ملک میں جاری دہشت گردی کی کئی وجوہات ہیں جن میں ماضی اور حال کی حکومتوں کی اپنی غلطیاں اور بھارت جیسے دشمن ہمسایہ ملک کی ریشہ دوانیاں سر فہرست ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ ہوشن یاد یو کی گرفتاری نے ثابت کر دیا تھا کہ بھارت پاکستان میں جاری دہشت گردی کے ورک کا اصل سرپرست ہے۔ لیکن افسوس کہ کچھ ہوشن یاد یو کو دی جانے والی سزائے موت پر آج تک عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ملک میں موجود دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کو بڑے فوجی آپریشنز کی بجائے تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر انٹیلی جنس میسڈ آپریشنز کے ذریعے اپنے منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔ ماضی کے بڑے فوجی آپریشنز میں دہشت گردوں کے ساتھ عوام کو بھی بڑے پیمانے پر نقصان پہنچا ہے، لہذا بڑے فوجی آپریشن سے گریز کیا جائے۔ عوام کی محرومیوں کے ازالے کے لیے فی الفور اقدامات اٹھائے جائیں۔ امیر تنظیم نے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں دہشت گردی کے سرپرست بھارت کو بین الاقوامی کنبہ سے میں لانے کے لیے تمام دستیاب وسائل و ذرائع کو استعمال کیا جائے تاکہ ملک سے دہشت گردی کے ناسور کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جاسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تھائیڈ کا سامنا کرنے پر شدید احتجاج کیا۔ صرف یورپ میں 176 اور دنیا بھر میں ایسے 325 پروگرام/ایونٹ ہوئے۔ لندن میں دولاکھ 50 ہزار نے مارچ میں شرکت کی۔ برطانوی پارلیمنٹ تک گئے۔ دو منٹ کی خاموشی شہداء کے سوگ میں اختیار کی۔ برطانوی حکومت سے اسرائیل کو اسلحے کی ترسیل بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ نسل کشی اب بھی جاری ہے کیونکہ بظاہر اکتوبر 2025ء جنگ بندی کے بعد بھی 1400 افراد شہید کیے گئے بشمول 327 بچے۔ آئرلینڈ میں ہزاروں نے ملک کا کیسواں قومی مظاہرہ کیا۔ جبکہ مسلمان ممالک کا ذکر کیا کریں خود پاکستان بھی چپکا رہا۔ فلسطینی، آقسی، قدس ہمارے ہیں۔ لیکن مظاہرے غیر مسلم دنیا کرتی دیوانی ہو رہی ہے! اسرائیل پر شدید تنقید جاری رہتی ہے۔

فلانی دوہنی کے طیارے والے حادثے سے جو دوہنی اسرائیل مابین بھر بھر کر یہودیوں کی پروازیں جانے کے بعد ادو وشار سامنے آئے ہیں، اس سے دونوں ممالک مابین تعلقات، اخوت کا پیمانہ (حیران کن) سامنے آتا ہے۔ روزانہ صرف دوہنی کی دو ایرلائنرز کی 25 پروازیں مل ایب جاتی آتی ہیں۔ جبکہ مزید اسرائیل کی بھی آتی جاتی ہیں۔ یوں دوہنی اسرائیل مابین (فضائی پل) Air Bridge قائم ہے! تاہم اب اسرائیل پر رزہ طاری ہے۔ اسرائیل نے فرانس سے بھی تقاضا کر دیا کہ 31 مسلم اکثریتی ممالک سے پائلٹ اور عملہ قبول نہیں ہوگا 'ایئر فرانس' کے جہازوں پر! حتیٰ کہ اگر وہ فریج شہری ہوئے تو پھر بھی نہیں! مسلمان دیکھ کر اسرائیلیوں بھرا جہاز تھر تھرانے لگے گا!

دنیا میں جا بجا مظاہرے زور پکڑ گئے ہیں۔ آج کل فرانس میں ہائی سکولوں کے طلباء سڑکوں پر ہیں۔ سکولوں میں اساتذہ کی کمی، جماعتوں میں طلباء کی تعداد کی زیادتی، بد حال عمارات، وسائل کی کمی پر احتجاج شمالی بیس سے شروع ہو کر ملک بھر میں پھیل گئے۔ اظہار یک جہتی کے لیے یونیورسٹیوں کے طلباء اور عوام بھی نکل پڑے۔ 70 سالہ جوڑا (سابق اساتذہ) تک مظاہرے میں شامل آئیوگیس کا نشانہ بنا۔ مغرب وسائل جنگوں کی نذر کرے گا تو گھر میں طوفان تو اٹھے گا۔ سبھی ممالک (ہماری طرح) اپنے اصل فرائض چھوڑ کر بین الاقوامی ہوئے پڑے ہیں حکومتی سطح پر۔ یہ فرق ضرور ہے کہ وہ اسرائیل کی مدد کرتے ہیں اور ہمارے والے صرف اپنی مدد آپ کے قائل ذاتی جبین بھرتے ہیں!

فتمہ داران کا اپنے کارکنوں میں تفریق کرنا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

ایضاح

فتمہ داری ایک امانت ہے

اسلام میں عہدہ عزت سے زیادہ امانت اور

جواب دہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی

رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“

لہذا جو شخص کسی ٹیم، جماعت یا کارکنوں کا انچارج

ہے، اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ صرف لوگوں کا نگران نہیں

بلکہ اللہ کے سامنے جواب دہ بھی ہے۔

اس سے سوال ہوگا کہ:

ہم کیا تم نے سب کے ساتھ انصاف کیا؟

ہم کیا تم نے سب کو اپنی بات رکھنے کا موقع دیا؟

ہم کیا تم نے کسی کو ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر ترجیح دی؟

ہم کیا تم نے کسی شخص کا رکن کو شخص ذاتی اختلاف کی وجہ

سے نظر انداز کیا؟

کیا تم نے کارکنوں کے درمیان محبت پیدا کی یا

گروہ بندی؟ پسندیدہ کارکن اور ناپسندیدہ کارکن؟

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”امارت ایک امانت ہے، یعنی یہ عزت یا فائدہ حاصل

کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے دی گئی بھاری

فتمہ داری ہے۔“ (صحیح مسلم)

کسی فتمہ دار کے لیے یہ درست رویہ نہیں کہ وہ

چند لوگوں کو اپنا خاص بنا لے اور باقی کارکنوں کو مسلسل

نظر انداز کرتا رہے۔ بقول شاعر۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

کارکنوں کی صلاحیتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ کسی کی

گفتگو اچھی ہے، کسی کی تنظیمی صلاحیت بہتر ہے، کوئی

خاموشی سے محنت کرتا ہے، کوئی مشکل کام اٹھاتا ہے اور کوئی

پس پردہ رہ کر خدمت کرتا ہے۔

ایک سمجھ دار انچارج ہر کارکن کی صلاحیت کو پہچانتا

ہے اور اُسے مناسب موقع دیتا ہے۔

قیادت کا مطلب یہ نہیں کہ چند لوگوں کو اپنے قریب

فتمہ داران کا کارکنوں میں تفریق کرنا ایک غیر منصفانہ رویہ ہے جو ادارے یا شعبے کی کارکردگی اور حوصلے کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ جب ایک رہنما یا منیجر اپنے ماتحتوں میں ذاتی پسند، رشتہ داری یا دوستی کی بنیاد پر فرق کرتا ہے تو ادارے اور افراد پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آئیے قرآن وحدیث کی روشنی میں عدل، مساوات، اخوت، قیادت اور کارکنوں کی فتمہ داریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

یہ بات ہمیں سمجھنی چاہیے کہ کسی بھی تنظیم، جماعت یا ادارے کی مضبوطی صرف اس کے قائدین سے نہیں بلکہ کارکنوں کے باہمی اعتماد، اخوت اور اتحاد سے ہوتی ہے۔ جب فتمہ دار اپنے کارکنوں میں پسند و ناپسند، قربت و دوری یا ذاتی تعلقات کی بنیاد پر فرق کرنا شروع کر دے تو آہستہ آہستہ دلوں میں فاصلے پیدا ہوتے ہیں، اعتماد ختم ہوتا ہے اور اجتماعی کام متاثر ہوتا ہے۔

اسلام میں عدل کا حکم

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (سورہ النمل: 90)

”بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اسلامی قیادت کی بنیاد

عدل اور احسان ہے۔ ایک فتمہ دار کے لیے ضروری ہے

کہ وہ اپنے تمام کارکنوں کے ساتھ انصاف کرے۔ کسی کو

صرف ذاتی پسند کی وجہ سے آگے بڑھانا اور دوسرے کو

نظر انداز کرنا اسلامی مزاج کے مطابق نہیں۔

اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ

إِعْدِلُوا ۖ اقْرَبُوا قَرْبًا لِلْيَتَامَىٰ﴾ (سورہ المائدہ: 8)

”کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم

عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔“

جب اسلام ہمیں مخالف یا ناپسندیدہ شخص کے

ساتھ بھی انصاف کا حکم دیتا ہے، تو اپنے ہی کارکنوں کے

ساتھ انصافی کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟

رکھا جائے؛ قیادت کا مطلب یہ ہے کہ پوری ٹیم کو ساتھ لے کر چلا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا طرز قیادت

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ

محبت، شفقت اور عدل کا ایسا نمونہ پیش فرمایا جس کی مثال

تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ ﷺ لوگوں کی صلاحیتوں کو پہچانتے اور

مناسب فتمہ داریاں سونپتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیف دور کرے، اللہ

قیامت کے دن اُس کی تکلیف دور فرمائے گا۔“ (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی مدد، اس کی

عزت اور اس کی مشکل میں ساتھ دینا بہت بڑی نیکی ہے۔

ایک فتمہ دار کو چاہیے کہ وہ کارکنوں کی مشکلات سمجھے، اُن

کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کے ساتھ غیر خواہی کا

معاملہ کرے۔

تفریق کے نقصانات

کارکنوں میں تفریق کے بہت سے نقصانات ہیں۔

پہلا نقصان: اعتماد ختم ہو جاتا ہے

جب کارکن محسوس کرے کہ یہاں قابلیت سے

زیادہ تعلقات کی قدر ہے تو اُس کا اعتماد بھرجو ہوتا ہے۔

دوسرا نقصان: اخوت کمزور ہوتی ہے

قرآن کہتا ہے:

﴿لَتَكُونَنَّ الْمُؤْمِنُونَ أَخَوَاتٍ﴾ (سورہ الحجرات: 10)

”مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

جب ایک فتمہ دار خود کارکنوں کو گروہوں میں تقسیم

کرے تو اخوت کا جذبہ کمزور ہوتا ہے۔

تیسرا نقصان: شخص کا رکن پیچھے ہٹ جاتے ہیں

جو شخص مسلسل محنت کرے لیکن اُسے عزت، اعتماد

اور موقع نہ ملے تو اُس کے اندر مایوسی پیدا ہو سکتی ہے۔

چوتھا نقصان: اجتماعی مقصد متاثر ہوتا ہے۔

جب کارکن ایک دوسرے کے مقابل گروہ بن

جائیں تو اصل مقصد پس پشت چلا جاتا ہے۔

اختلاف اور تفریق میں فرق

یہاں ایک اہم بات سمجھنا ضروری ہے۔

اختلاف رائے کوئی بڑی چیز نہیں۔ کارکنوں کے

درمیان رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اختلاف کو دشمنی، گروہ بندی اور نا انصافی میں تبدیل کرنا یعنی تفرقہ بنانا انتہائی خطرناک ہے۔

ایک اچھا انچارج اختلاف سن کر فیصلہ اصول، دلیل اور انصاف کی بنیاد پر کرتا ہے، نہ کہ ذاتی پسند اور تعلق کی بنیاد پر۔

قائد کے لیے چند اصول

ایک فتنہ دار اگر اپنی ٹیم کو مضبوط بنانا چاہتا ہے تو اسے چند اصول اپنانے چاہئیں:

- 1۔ سب کے ساتھ عزت سے پیش آئے۔
- 2۔ فیصلوں میں ذاتی پسند واپس نہ رکھیں اور حواشی نہ ہونے دے۔
- 3۔ کارکنوں کی بات سننے کا موقع دے۔
- 4۔ محنت اور صلاحیت کی قدر کرے۔
- 5۔ غلطی پر اصلاح کرے، تذلیل نہ کرے۔
- 6۔ کسی ایک گروہ کو مستقل طور پر ترجیح نہ دے۔
- 7۔ کارکنوں کے درمیان بدگمانی اور جھگی کو فروغ نہ دے۔
- 8۔ خود بھی احتساب کے لیے تیار رہے۔

قرآن مجید ہمیں ایک عظیم اصول دیتا ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (سورۃ الشوری: 38)
 ”اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔“
 لہذا اچھا انچارج صرف حکم دینے والا نہیں ہوتا، وہ سننے والا، مشورہ کرنے والا اور اصلاح قبول کرنے والا بھی ہوتا ہے۔

کارکنوں کے لیے بھی پیغام

یہ فتنہ داری صرف انچارج کی نہیں، کارکنوں کی بھی ہے۔

اگر کسی فتنہ دار سے نا انصافی ہو جائے تو فوراً نفرت، نفیبت یا گروہ بندی کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَغْتَابْ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ (سورۃ الحجرات: 12)

”اور تم میں سے کوئی کسی کی نفیبت نہ کرے۔“

مسئلہ ہو تو حکمت، خیر خواہی اور مناسب طریقے سے بات کی جائے۔ مقصد شخصیت کو گرانا نہیں بلکہ نظام کو بہتر بنانا ہونا چاہیے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے:

انچارج کی اصل طاقت اس کے عہدے میں نہیں، بلکہ کارکنوں کے اعتماد میں ہوتی ہے۔

اگر کارکن اپنے انچارج پر اعتماد کریں، انچارج

کارکنوں کے ساتھ انصاف کرے، سب کو عزت دے اور سب کو ساتھ لے کر چلے تو ایک مضبوط، متحد اور با اخلاق ٹیم وجود میں آتی ہے۔

لیکن اگر قیادت میں جانب داری، اقربا پروری اور تفریق آ جائے تو بہترین کارکن بھی دل برداشتہ ہو سکتے ہیں اور اجتماعی قوت کمزور پڑ سکتی ہے۔

لہذا ہر فتنہ دار اپنے دل سے پوچھئے:

ہذا کیا میں سب کے لیے ایک جیسا معیار رکھتا ہوں؟

ہذا کیا میں اپنے پسندیدہ کارکن اور کم پسند کارکن کے ساتھ

ایک جیسا انصاف کرتا ہوں؟

ہذا کیا میں کارکنوں کو جوڑ رہا ہوں یا انہماک میں تقسیم

کر رہا ہوں؟

آخر میں دعا ہے:

ﷻ اے اللہ! ہمیں عدل و انصاف کرنے والا بنا۔

ﷻ اے اللہ! ہماری قیادت کو امانت، اخلاص اور تقویٰ عطا فرما۔

ﷻ اے اللہ! ہمارے دلوں سے بغض، حسد، تعصب اور گروہ بندی کو دور فرما۔

ﷻ اے اللہ! ہمارے درمیان محبت، اخوت، اتحاد اور خیر خواہی پیدا فرما۔

ﷻ اے اللہ! ہمارے فتنہ داروں کو ایسا قائد بنا جو

سب کو ساتھ لے کر چلیں اور کسی پر ظلم یا نا انصافی

نہ کریں۔ آمین یا رب العالمین!



گوشہ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

ضمیمہ (III)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایں خیال است و محال است وجنوں!

چاہیے تو یہ تھا کہ قیام پاکستان کے بعد جو بھی قانون جتا یا نظام بنایا جاتا اسے دین اور شریعت کے عین مطابق بنایا جاتا، لیکن بد قسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ قائد اعظم بھی اسلام کی معاشی تعلیمات کے نفاذ کے ضمن میں اپنی اس خواہش کو پورا ہوتے نہ دیکھ سکے، جس کا اظہار انہوں نے 1948ء میں اسٹیٹ بینک کی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے کیا تھا۔ بعد والے اس فتنہ داری کو یکسر بھول گئے۔ پھر یہ بات یاد آئی بھی تو ان مردانِ خدا مست کو جنہیں ہم جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن اور ڈاکٹر اسرار احمد (رحمہما اللہ) کے نام سے جانتے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے 1969ء میں بینک انٹریٹ کو سود قرار دیا اور متبادل نظام کا خاکہ بھی پیش کر دیا۔ یوں اللہ کی طرف سے جت قائم ہونا شروع ہو گئی۔ پھر 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے بھی بینک انٹریٹ کے ربا الحرم ہونے کا فیصلہ دیا اور ہمیں سنہ 1991ء تو یہ تا تب ہونے کا بھرپور موقع دے دیا۔ لیکن اس وقت بھی بائیں بازو کے اسلام پسندوں کو مکروہ کھیل کھیلنے کا موقع ملا اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ جاری رکھنے پر ہی مصر رہے۔ یہاں تک کہ 1999ء میں شریعت ایپلیٹ ٹریبیونل آف سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے جت کو تمام کر دیا اور ہمیں اپنا قبلہ درست کرنے کا سنہرا اور شاید آخری موقع فراہم کر دیا۔ اب کون پوچھے ہمارے بائیں بازو کے نام نہاد اسلام پسندوں سے جنہوں نے تمام ضابطوں اور اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے 2002ء میں سابقہ دونوں فیصلے کو کالعدم قرار دلو اور معاملے کو از سر نو فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب ریمانڈ کر دیا اور سو انہوں اور تباہیوں کے مہیب دروازے کھلوا دیے جن کا اثر ہے کہ طرح طرح کی آفات نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور پوری قوم سودی قرضوں کے ایک ایسے جال میں پھنس چکی ہے جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

(جاری ہے)

نوٹ: یہ تحریر تاریخ کے تناظر میں پیش کرنا مقصود ہے۔

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظہ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1637 دن گزر چکے!

پانچ لاشیں اور صرف ایک انڈا!

تحریر: ڈاکٹر نوید اقبال انصاری

بھی کھلا دیتی تھی، آج اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے حساب کتاب میں الجھی ہوئی ہے۔

انڈا یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ آخر ایک متوسط آمدنی والے خاندان کے لیے آج زندگی کتنی مشکل ہو چکی ہے؟ اور اگر ایک ڈاکٹر، ایک استاد، ایک سرکاری ملازم یا کسی دوسرے سفید پوش گھرانے کے لیے بھی بنیادی اخراجات پورے کرنا مشکل ہو جائیں تو پھر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ اس معاشرے میں سفید پوشی کی قیمت کتنی بڑھ چکی ہے۔

یہ واقعہ یہ بھی پوچھ رہا ہے کیا آج کسی فیکٹری، صنعت اور کسی ادارے وغیرہ کے مالکان اپنے اُن پڑھ تو کیا کسی پڑھے لکھے ڈگری یافتہ ملازم کو اتنی اجرت دیتے ہیں کہ جس سے صرف ان کے گھر کا چولہا ہی جلتا رہے اور پیٹ کی آگ بجھتی رہے؟

ہم اکثر اعداد و شمار میں ترقی تلاش کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں معیشت بہتر ہو رہی ہے، ٹیکنالوجی آگے بڑھ رہی ہے، شہر جدید ہو رہے ہیں، نئی سڑکیں بن رہی ہیں، نئے منصوبے آرہے ہیں۔ لیکن ایک انڈا ہم سے پوچھتا ہے کہ اس ترقی کا عام آدمی کے دسترخوان تک کتنا حصہ پہنچا؟

یہ انڈا حکمرانوں سے بھی سوال کرتا ہے۔ تم ٹیکسوں کے انجکشن سے لوگوں کا خون اور کتنا چمڑو گے؟ یہ کسی ایک حکومت، کسی ایک جماعت یا کسی ایک دور کا سوال نہیں۔ یہ ایک اجتماعی سوال ہے۔ سیاسی جماعتوں کے پاس اپنے اپنے نعرے ہیں۔ کسی کے پاس تہذیبی کا نعرہ ہے، کسی کے پاس ترقی کا، کسی کے پاس انقلاب کا، کسی کے پاس خوشحالی کا۔ لیکن اس خالی فریج میں پڑا ہوا ایک انڈا پوچھتا ہے کہ بھوک کا نعرہ کہاں ہے؟ عوام کے پیٹ کا سوال کہاں ہے؟ اس گھر کی عورت کے چولہے کا سوال کہاں ہے؟ اس باپ کی پریشانی کہاں ہے جو اپنے بچوں کے لیے راشن نہیں خرید سکتا؟

یہ انڈا شاید ہم سے کہہ رہا ہے کہ سیاسی نعروں پر بحث بعد میں کر لینا۔ یہ بحث بھی بعد میں کر لینا کہ کون اچھا لیڈر تھا اور کون برا، کس کا ماضی کیسا تھا اور کس کی سیاست کیسی تھی۔ پہلے یہ دیکھو کہ عوام کے پیٹ میں کچھ ہے یا نہیں۔ کیونکہ بھوک کے پیٹ کو سیاسی نعرہ نہیں چاہیے۔ اُسے

چکے ہوتے ہیں کیونکہ چھوٹی چھوٹی ناراضگیاں، معمولی اختلافات اور انا کی دیواریں ہمارے رشتوں کے درمیان کھڑی ہو چکی ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے ناراض ہوتے ہیں، تعلق توڑتے ہیں اور پھر پلٹ کر نہیں دیکھتے۔ یہاں تک کہ خبر کے مطابق اس سانحے میں مرنے والوں کی نماز و تدفین کا انتظام و خرچہ بھی پولیس والوں نے خود کیا، سنگے رشتہ داروں نے نہیں۔

یہ واقعہ ہمیں یہی پیغام بھی دے رہا ہے کہ ہم جتنا زیادہ جدید (ماڈرن) ہو رہے ہیں، شاید اتنا ہی زیادہ تنہا بھی ہوتے جا رہے ہیں، ہماری سماجی اقدار دم توڑ رہی ہیں۔ ہمارے پاس موبائل فون ہیں، انٹرنیٹ ہے، سوشل میڈیا ہے، ہر وقت رابطے کے ذرائع موجود ہیں، لیکن شاید ایک دوسرے کے لیے وقت نہیں ہے۔ ہمارے فون کی رابطہ فہرست میں سینکڑوں نام موجود ہیں، مگر مشکل وقت میں دروازہ کھٹکھٹانے والا کوئی نہیں۔ ہم بڑی بڑی امدادی رقم، خیرات وغیرہ معروف تنظیموں کو دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا اور اب ان کی رقم مستحقین تک پہنچانا ان تنظیموں کی ذمہ داری ہے لیکن یہ انڈا بتا رہا ہے کہ مرنے والے خاندان تک کچھ نہیں پہنچا، واقعہ رہے کہ پاکستان میں سال 2024 میں 619 ارب روپے زکوٰۃ ادا کی گئی جبکہ خیرات تقریباً 800 ارب سالانہ دی جاتی ہے۔

یہ انڈا ہمیں ایک اور تلخ حقیقت کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے کہ کیا ہماری آمدنی واقعی ہماری ضروریات پوری کر پارہی ہے؟ یہ صرف غربت کی کہانی نہیں، یہ مڈل کلاس کے سکڑتے ہوئے دائرے کی کہانی بھی ہے۔ وہ مڈل کلاس جو کبھی عزت کے ساتھ اپنے بچوں کو تعلیم دیتی تھی، گھر کا کرایہ ادا کرتی تھی، بجلی، گیس، پانی اور دیگر اخراجات پورے کرتی تھی اور کبھی کبھار بچوں کو باہر کھانا

کراہتی شہر میں ایک فلیٹ سے پانچ افراد کی لاشیں برآمد ہوئیں، جس میں گھر کے سربراہ کی لاش بھی شامل ہے جو کوئی فقیر نہیں، ایک ڈاکٹر ہے۔ خبر شاید چند سطروں کی تھی اور ابھی یہ نہیں معلوم کہ یہ واقعہ خودکشی کا ہے یا قتل کا، لیکن اس خبر کے اندر چھپی ہوئی کہانی بہت طویل ہے۔ ایک ایسی کہانی جو صرف ایک گھر کی نہیں، شاید ہمارے پورے معاشرے کی کہانی ہے۔

خبر کے مطابق، اس گھر سے کھانے پینے کی اشیاء میں صرف ایک انڈا برآمد ہوا (جب کہ اس سانحہ سے قبل گھر والے اپنے استعمال کا oven فروخت کر رہے تھے)۔ گویا کھانے پینے کی کوئی اور چیز وہاں موجود نہیں تھی۔ فریج موجود تھا، گھر موجود تھا، بچے موجود تھے، مگر کھانے کے لیے صرف ایک انڈا۔ یہ ایک انڈا ہمیں بہت سے پیغام دے رہا ہے۔

پہلا پیغام یہ کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے حقوق بھول گئے ہیں۔ اسلام نے پڑوسی کے حقوق پر بہت زور دیا ہے، لیکن ہم نے شاید یہ محسوس کرنا بھی چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے برابر والے گھر میں کھانے کو کچھ ہے یا نہیں۔

ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے پڑوسی کس حال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے گھر میں خوشی ہے یا غم، بیماری ہے یا پریشانی، چولہا جل رہا ہے یا نہیں۔

یہ ہمیں دوسرا پیغام یہ دیتا ہے کہ ہم نے صرف پڑوسیوں کے حقوق ہی نہیں بھلائے، ہم نے صلہ رحمی بھی بھلا دی ہے۔ اب بھائی اپنے سنگے بھائی کو والدین کے ترکے سے حصہ بھی دینا نہیں چاہتا۔ ناراضی ایسی کہ یہ بھی نہیں معلوم کہ سنگے بھائی کے گھر ایک نئی زندگی نے جنم لے لیا ہے۔ کسی رشتہ دار کی بیماری، پریشانی یا مالی مشکلات کی خبر ہمیں اس وقت ہوتی ہے جب حالات بہت آگے بڑھ

(1 تا 14 اکتوبر 2026ء)

جمعرات 01 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر میں شعبہ تعلیم و تربیت اور شام میں شعبہ ثقافت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ المبارک 02 اکتوبر: دن میں شعبہ قانونی و رابطہ و انتظامی امور کے اجلاس کی صدارت کی۔ نماز جمعہ سے قبل مشیر خصوصی جناب ایوب بیگ مرزا سے مختصر ملاقات کی۔ خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل نائن لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ سہ پہر میں ماہنامہ یثاق کے حوالہ سے اور بعد نماز عصر مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے اجلاس کی صدارت کی۔

ہفتہ 03 اکتوبر: دوپہر میں حلقہ لاہور غربی کے گل رشتہ اجتماع کی صدارت کی۔ حلقہ کے تعارف، رشتہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

بعد نماز مغرب حلقہ کے گل ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ ذمہ داران کے تعارف اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ اتوار 04 اکتوبر: صبح حلقہ سرگودھا کے تنظیمی و دعوتی دورہ کے لیے جوہر آباد روانگی ہوئی۔ ایک مقامی مسجد میں حلقہ کے گل رشتہ کا اجتماع منعقد ہوا۔ حلقہ کے تعارف، رشتہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ دوپہر میں حلقہ کے گل ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ ذمہ داران کے تعارف اور ان کے ساتھ سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز مغرب ایک ماری میں "آفت مسلمہ کی حالت زار اور نجات کی راہ" کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر 05 اکتوبر: دن میں حلقہ سرگودھا کے نئے مرکز جانا ہوا۔ چند رشتہ اور ذمہ داران سے مختصر ملاقات میں تذکیری گفتگو کی۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ محمودیہ کے مہتمم مولانا اشرف علی صاحب سے مختصر ملاقات رہی۔ بعد ازاں ایک ماری میں چند رشتہ کے تعاون و محنت سے والدین، اساتذہ، سماجی شخصیات اور دیگر احباب و خواتین کے ایک اجتماع میں "ہماری دینی ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوپہر میں لاہور اور شام میں کراچی روانگی ہوئی۔ منگل 06 اکتوبر: حلقہ کراچی وسطی کے مہتمم، سینئر رفیق تنظیم جناب عمر بن عبدالحزیز کی والدہ محترمہ (سابقہ معاونہ حلقہ خواتین، کراچی) کا جنازہ پڑھایا۔

بدھ 07 اکتوبر: القادر یونیورسٹی، سوہاؤ (حلقہ پٹنواہار) میں حلقہ کے زیر اہتمام جاری ایک 10 روزہ تعمیر سیرت کورس میں "Emotional Intelligence" کے موضوع پر آن لائن گفتگو کی اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیے۔ دوپہر میں معروف اسکالر انیق احمد صاحب کی عیادت و ملاقات کے حوالہ سے علماء کرام کی ایک نشست میں شرکت کی۔

جمعرات 08 اکتوبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعہ المبارک 09 اکتوبر: خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ مشیر مالیات و رابطہ جناب فیصل منصوری سے مختصر ملاقات کی۔ سہ پہر میں متبادل ذمہ داران سالانہ اجتماع نومبر 2026ء کے حوالہ سے رشتہ تنظیم کے لیے ایک پیغام اور ملکی و عالمی حالات کے حوالہ سے دو مختصر ریکارڈنگز کرائیں۔ اتوار 11 اکتوبر: ایک کزن کے توسط سے احباب کی دعوت پر ایک پروگرام میں اہل خانہ کے ساتھ شرکت کی اور "عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر خطاب کیا۔

منگل 13 اکتوبر: رات لاہور آمد ہوئی۔

بدھ 14 اکتوبر: بعد نماز عشاء حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام دورہ تربیت قرآن 2026ء میں شریک چند احباب کے ساتھ ایک نشست میں باہمی تعارف، دعوت تنظیم اسلامی پر گفتگو اور شرکاء کے سوالات کے جوابات کا اہتمام ہوا۔ معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ مختلف قرآنی نصاب کے حوالہ سے مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ رشتہ و احباب سے تعزیت و عیادت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔

روٹی چاہیے۔ اُسے دودھ چاہیے۔ اُسے دال چاہیے۔ اُسے بچوں کے لیے خوراک چاہیے۔

شاید یہ ایک انڈا ہم سے کہہ رہا ہے کہ نہ جانے اس ملک میں کتنے گھروں کے فریج اسی طرح خالی پڑے ہیں۔

نہ جانے کتنے سفید پوش لوگ اپنی مشکلات کسی کو بتائے بغیر زندگی گزار رہے ہیں کیونکہ غریب آدمی تو کبھی کبھی مدد مانگ لیتا ہے، لیکن ملل کلاس کا آدمی اپنی عزت کی خاطر غربت چھپاتا ہے۔ وہ کسی فٹ پاتھ پر قائم دسترخوان سے ایک نوالہ بھی کھانا اپنی غیرت کے خلاف سمجھتا ہے۔ وہ قرض لے لیتا ہے، خرچ کم کر لیتا ہے، اپنی خواہشات ختم کر دیتا ہے، بچوں کی فرمائشیں ٹال دیتا ہے، مگر ہاتھ نہیں پھیلاتا۔

یہ انڈا کہہ رہا ہے، ایک عام آدمی کو سیاسی بحث سے پہلے زندگی گزارنے کا راستہ چاہیے۔ یہ ایک انڈا ہمیں اپنے معاشرتی رویوں پر غور کرنے کی دعوت دے رہا ہے کہ کیا ہم اپنے پڑوسی کا حال پوچھتے ہیں؟ کیا ہم اپنے رشتہ داروں سے باقاعدگی سے رابطہ رکھتے ہیں؟ کیا ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے آس پاس کون بھوکا سو رہا ہے؟ یا ہم سب اپنی اپنی چار دیواری میں بند ہو چکے ہیں؟

یہ صرف ایک انڈا نہیں۔ یہ تنہائی کی کہانی ہے۔ یہ ٹوٹے ہوئے خاندانی رشتوں کی کہانی ہے۔ یہ ختم ہوتے ہوئے پڑوسیوں کے تعلق کی کہانی ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی کہانی ہے۔ یہ سکڑتی ہوئی ملل کلاس کی کہانی ہے اور یہ سفید پوشی کے لیے کی کہانی ہے۔ یہ ان اداروں کے مالکان کی کہانی ہے جو اپنا منافع تو لامحدود چاہتے ہیں مگر اپنے ملازمین کو اتنی اجرت بھی نہیں دیتے کہ ان کے فریج میں بھی کھانے کو کچھ ہو، علاج کے لیے جیب میں کچھ پیسے ہوں۔

یہ انڈا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں سے کہہ رہا ہے، یہاں کسی دریا کے کنارے، کسی بھوکے کتے کی لاش نہیں پڑی، ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی کے ایک رہائشی فلیٹ میں کسی ڈاکٹر کے خاندان کی پانچ لاشیں پڑی ہیں جہاں لاشوں کے علاوہ کھانے کے لیے صرف ایک انڈا ہے۔ آئیے غور کریں!



باجوڑ شرقی اسرہ ملائکہ میں دعوتی پروگرام

الحمد للہ! باجوڑ شرقی میں ناظم دعوت و تہذیب اسرہ ملائکہ کی کوششوں سے ایک دعوتی پروگرام بمقام الہدی اسکول ملائکہ منعقد کیا گیا، جس میں 11 تعلیم یافتہ نوجوانوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے مقررین کے خطابات نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا تو میزبان محترم شاہد لطیف نے باجوڑ شرقی کے ناظم تربیت، محترم رفیق الرحمن کو دعوتی خطاب کے لیے مدعو کیا۔ موضوع تھا ”دین اسلام کا جامع تصور“ تھا۔ انہوں نے دین اسلام کے چھ گوشوں کو نہایت سلیس اور عام فہم انداز میں پیش کیا۔ اس کے بعد حلقہ ملائکہ کے ناظم دعوت، محترم فیض الرحمن نے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے ”فرائض دینی کا جامع تصور“ واضح کرتے ہوئے بتایا کہ دین کے تقاضوں پر عمل کرنا اضافی کام نہیں، بلکہ بحیثیت مسلمان ہمارا دینی فریضہ ہے کہ ہم دین کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں، اسے دوسروں تک پہنچائیں اور اس کے قیام کے لیے مقدور بھر کوشش کریں۔

آخری خطاب کے لیے مقامی امیر باجوڑ غربی، محترم جناب نجی حسن کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے دین کے قیام کے لیے نبوی طریقہ کار کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا اور اس بات پر روشنی ڈالی کہ مملکت خدا واد پاکستان میں صحیح اور نبوی منہج کے مطابق انقلاب برپا کرنے اور نظام کی تبدیلی کی جدوجہد اصل کام ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں کیا عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔

تمام خطابات کے دوران شرکاء نے بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ پروگرام میں سوال و جواب کا سلسلہ بھی ہوا، تقریباً دو گھنٹے پر محیط یہ دعوتی اجتماع نماز عصر سے قبل اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: محمد سعید، مستند، باجوڑ شرقی)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع بصورت شب بیداری

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام نماز عصر تا اگلے روز صبح 9:30 بجے تک بصورت شب بیداری سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد مسجد انس بلال (ہڈالی) جوہر آباد میں ہوا جس میں میا نوالی، جوہر آباد، شاہ پور اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 90 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا محترم نور خان مقامی امیر میا نوالی نے ”فریضہ اقامت دین اور رفیق تنظیم“ کے موضوع پر سورۃ المائدہ اور سورۃ الفتح کی روشنی میں درس دیا جو نماز مغرب تک جاری رہا۔ نماز مغرب کے بعد محترم ظفر اقبال ملتزم رفیق اسرہ جوہر آباد نے ”الدین النصیحہ“ کے موضوع پر درس حدیث دیا، اس کے بعد محترم محمد گل بابر ملتزم رفیق تنظیم شرقی نے ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل اور بڑے گناہوں سے اجتناب“ کے موضوع پر سورۃ الشوریٰ کی روشنی میں خطاب فرمایا۔ اس کے بعد عبدالرحمن مقامی امیر غربی نے اقامت دین کی جدوجہد میں گھریلو اسرہ کا کردار واضح کیا۔ پھر راقم نے سرکلر ”سوشل میڈیا کا استعمال اور رفقاء تنظیم اسلامی کے لیے ہدایات“ کا مطالعہ کر دیا جو نماز عشاء تک جاری رہا نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد محترم نور خان مقامی امیر میا نوالی نے کتاب ترک رذائل سے رسوم و رواج کی بے جا پابندیوں کا مطالعہ کر دیا اس کے بعد طعام و آرام کا وقت ہوا۔

آرام کے بعد رفقاء کو صبح 4:00 بجے نماز تہجد و تلاوت قرآن حکیم کے لیے بیدار کیا گیا نماز فجر سے قبل مسنونہ دعاؤں کے حفظ کا اہتمام ہوا، نماز فجر کے بعد محترم محمد عدیل ملتزم رفیق اسرہ جوہر آباد نے سورۃ التوبہ آیات 38 تا 39 کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ اشراق اور ناشتہ کے وقت کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا۔

صبح 8:00 بجے تا 9:30 تک رفقاء کو بانی محترم کا سورۃ الحمد پریڈیو لیکچر سماعت

کر دیا گیا۔ آخر میں امیر حلقہ نے رفقاء اور مدرسین کا شکریہ ادا کیا۔ تعلق مع اللہ اور ایمان کی بڑھوتری کے لیے تلاوت قرآن میں باقاعدگی اور اطاعت امیر کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا اور نظم کی پابندی پر گفتگو فرمائی، پروگرام کا اختتام مسنونہ دعا کے ساتھ ہوا۔

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر و اشاعت حلقہ)

امیر محترم کا سرگودھا میں سالانہ تنظیمی دورہ

14 اکتوبر 2026 بروز اتوار صبح 10:00 بجے امیر محترم ﷺ محترم پرویز اقبال نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون کے ہمراہ حلقہ سرگودھا کے سالانہ تنظیمی دورے پر مسجد انس بلال (ہڈالی) جوہر آباد تشریف لائے امیر حلقہ نے اپنے معاونین کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا سعادت تنظیم سرگودھا شرقی کے رفیق محترم طلحہ شاہ جہد نے حاصل کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ صاحب کی سرگودھا آمد کا شکریہ ادا کیا اور دو روزہ سے آئے تمام رفقاء کے جذبات کو سراہا۔ امیر حلقہ نے اپنے معاونین کا تعارف کروایا اور سال بھر میں حلقہ میں نئے شامل رفقاء کی تعداد سے آگاہ کیا جن سے امیر محترم نے فرد افراد کا تعارف حاصل کیا۔ تعارف کے بعد افہام و تفہیم کی نشست ہوئی جس کا اختتام بیت مسنونہ پر ہوا اس کے بعد طعام و نماز ظہر کا وقت ہوا۔ نماز ظہر کے بعد امیر محترم کی حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ نشست و رچوئل یونیورسٹی کیپس جوہر آباد میں ہوئی جو نماز عصر تک جاری رہی۔ اس کے بعد امیر محترم افتخار نازان جوہر آباد کے لیے روانہ ہوئے جہاں نماز مغرب کے بعد ”امت مسلمہ کی حالت زار اور راہ نجات“ کے موضوع پر خطاب فرمایا (خواتین کی شرکت کا باپردہ انتظام تھا) جس میں سابقہ امت مسلمہ (بنی اسرائیل) اور موجودہ امت مسلمہ کا موازنہ شرکاء کے سامنے رکھا اور بتایا کہ سابقہ امت مسلمہ کے زوال کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی کتاب کو پس پشت ڈالا، انبیاء کی باتوں کو نہ مانا، دنیا سے محبت کی اور موت کو بھول گئے جبکہ آج کی امت مسلمہ بھی انہی بیماریوں کا شکار ہے جس کی وجہ سے دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامنا ہے آج ہم قرآن سے بڑ جائیں اور اللہ کے دین کی نصرت کریں تو ہم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ رات جوہر آباد قیام کے بعد اگلی صبح سرگودھا کے لیے روانہ ہوئے امیر حلقہ اور دیگر رفقاء نے امیر محترم کا استقبال کیا۔ امیر محترم نے نئے مرکز کے حوالے سے امیر حلقہ کو ہدایات دیں اور دینی معاملات کی ادائیگی میں آسانی کے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد مقامی ذمہ داران کے ہمراہ مرکز کے قریب جامعہ اسلامیہ محمودیہ کے محترم محرم مولانا اشرف علی سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے جہاں مولانا صاحب نے امیر محترم کا پرتپاک استقبال کیا، ملاقات میں دینی سماجی امور زیر گفتگو آئے۔ ملاقات کے اختتام پر امیر محترم نائب ناظم اعلیٰ زون اور امیر حلقہ کے ساتھ گولڈن پام میرج ہال پہنچے جہاں النور ہائی سکول آف سائنس کی طرف سے دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا تھا، تلاوت قرآن حکیم اور نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد امیر محترم نے خطاب کا آغاز کیا سامعین میں اساتذہ، علماء، اکرام اور سیاسی و سماجی شخصیات شامل تھیں (خواتین کے لیے باپردہ انتظام موجود تھا)۔ امیر تنظیم اسلامی نے انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت اور اسلام میں عورت کا مقام، اساتذہ کے کردار، اپنے گھر کی فکر کرنا اور امت کے فکر کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد ظہرانے کا اہتمام تھا۔ بعد از ظہرانہ امیر تنظیم اسلامی نائب ناظم اعلیٰ صاحب کے ہمراہ لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر و اشاعت حلقہ سرگودھا)

الحمد للہ! تنظیم اسلامی حلقہ پٹھوہار کا سرمایہ تربیتی اجتماع بروز اتوار مسجد دارالسلام، جہی جاتلاں میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز محترم عبدالاحد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جناب قاری ریاست، تنظیم اسلامی میرپور نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ بیدار نعت پیش کیا۔

پہلے مقرر جناب پروفیسر عمران اسماعیل صاحب، تنظیم اسلامی میرپور نے تنظیم اسلامی کا تعارف، ڈاکٹر اسرار احمد کا تعارف اور عدل کی اجتماعی اہمیت کے موضوعات پر نہایت مفید اور جامع گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر محترم غلام سلطان نے درس حدیث پیش کیا۔ انہوں نے بیعت کی اہمیت کے موضوع پر احادیث مبارکہ کی روشنی میں نہایت مؤثر انداز میں گفتگو فرمائی اور اس کے دینی و تربیتی پہلوؤں کو واضح کیا۔ امیر حلقہ جناب پروفیسر حافظ ندیم مجید نے اسلام کے معاشرتی نظام کے موضوع پر مدلل گفتگو فرمائی۔ انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی معاشرے کی تشکیل، اس کی نمایاں خصوصیات اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت کو واضح کیا، اور اس امر پر زور دیا کہ ایک صالح اور عادل معاشرے کی تشکیل کے لیے اسلامی تعلیمات کو اجتماعی زندگی میں نافذ کرنا ناگزیر ہے۔

اگلے مقرر جناب محمد نعمان نے عام فہم اور مؤثر انداز میں اسلام کے معاشی نظام پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معاشی تصورات کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا کہ اسلام ایک ایسا متوازن معاشی نظام پیش کرتا ہے جس میں فرد کے معاشی حقوق، بنیادی ضروریات اور معاشرے کے اجتماعی مفاد کے درمیان توازن قائم کیا جاتا ہے۔ آدھے گھنٹے کے وقفہ میں چائے و ریفریشنٹ کے ساتھ رفقاء تنظیم اور شرکائے اجتماع کو باہمی تعارف اور ملاقات کا موقع ملا۔ وقفے کے بعد محترم ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے اسلام کے سیاسی نظام کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ریاست مدینہ کی مثالوں کی روشنی میں واضح کیا کہ اسلامی سیاسی تصور کی بنیاد حاکمیت الہی، عدل و انصاف، شوری، انسانی حقوق اور فلاح عامہ پر قائم ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد کا وید یو ٹیوب پر پیش کیا گیا، جس کا موضوع ”دور جدید میں غلبہ دین کیسے ممکن ہے؟“ تھا۔ ایک گھنٹے پر مشتمل اس لیکچر میں ڈاکٹر صاحب نے غلبہ دین اور منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف مراحل کے حوالے سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔

ظہر کی نماز کے بعد اجتماع کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ اجتماع کے اختتام پر تنظیم اسلامی جاتلاں کی جانب سے شرکائے اجتماع کے لیے ٹھہرانے کا اہتمام کیا گیا۔

تربیتی اجتماع میں حلقہ پٹھوہار کی تمام مقامی تنظیم و منفرد اسروہ جات گوجر خان، جاتلاں، میرپور، جہلم، چکوال، ساگری، شکر پلہ، جاتلی و دیگر سیداں کے رفقاء تنظیم و احباب نے شرکت کی۔ (مرتب کردہ: اسرار احمد صدیقی، مبتدی رفیق تنظیم اسلامی جاتلاں)

ضرورت رشتہ

بہت ضرورت رشتہ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے عمر 26 سال، تعلیم بی بی اے آنرز، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ، صوم صلوٰۃ کی پابند، لاہور کی رہائشی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0306-4057757
اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

یہاں صحابہ کرامؓ سے خطاب ہے لیکن تعلیم تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی کئی مرتبہ یہ بات بیان کی، دیگر علماء بھی کہتے ہیں اور میں بھی عرض کر رہا ہوں: لوگ کہتے ہیں جی ہمیں اپنی بیٹیوں پر بڑا اعتماد ہے۔ کیا ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر اُمت میں کسی پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اگر ان کے لیے پردے کا حکم اللہ دے رہا ہے تو آج کے دور میں اس کی کتنی ضرورت ہوگی۔ ہم تو کراچی اور پاکستان کی یونیورسٹیز کو دیکھ رہے ہیں کہ جو بیڑا غرق ہو رہا ہے، جہاں آزادانہ اختلاط کی وجہ سے خود کشیاں ہو رہی ہیں، نشہ کا استعمال زندگیاں تباہ کر رہا ہے۔ ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں کا اگر یہ حال ہے تو یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں کا کیا حال ہوگا جہاں لڑکیوں کو ماں باپ اکیلے بھیج رہے ہیں۔ اپنے ملک کی کئی یونیورسٹیوں میں گیا، یونیورسٹیوں کی انتظامیہ بھی پریشان ہے، کہتے ہیں طلبہ و طالبات کی مینٹل ہیلتھ اور Spiritual well-being کے لیے تباہیز دین۔ سیدھی سی بات ہے، شریعت کی طرف لوٹ آؤ تو یہ سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ انبیاء کے بعد، عظیم ترین جماعت صحابہؓ کی جماعت تھی، مقدس ترین خواتین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ تھیں، اگر ان کے لیے پردے کا حکم تھا تو آج ہمیں اس کی کتنی ضرورت ہوگی۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 59 میں فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِشِهِنَّ ط﴾ ”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان خواتین سے کہہ دین کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکالیا کریں۔“

یہاں واضح طور پر تمام مسلم خواتین کے لیے پردے کا حکم ہے۔ جَلَابِشِہُنَّ جلاب کی جمع ہے، جلاب بڑی چادر کو کہتے ہیں۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے باقاعدہ پرکھیکھل کر کے دکھایا کہ بڑی چادر کو کس طرح اوڑھنا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے صرف ایک آنکھ کھلی رکھی، دوسری روایت کے مطابق دونوں آنکھیں کھلی رکھیں، باقی پورا جسم ڈھانپ کر دکھایا۔ یہ جلاب کی تشریح ہے جس کے مطابق یہ سر سے شروع ہو کر پاؤں تک جاتا ہے۔ آج بعض نام نہاد۔ کارز روشن خیالوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے کہ قمیص بھی حلال، ڈرامے بھی حلال، مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط بھی حلال، کو ایجوکیشن بھی حلال۔ بقول شاعر

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجے فقہان حرم بے توفیق!

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک بڑا تفصیلی خطاب پردہ کے موضوع پر جواب ”اسلام میں ستر اور حجاب کے احکامات“ کے عنوان سے شائع بھی ہو چکا ہے اور ویڈیو بھی دستیاب ہے۔ اسی طرح ایک اور خطاب ”شرعی پردہ قرآن و سنت کی روشنی میں“ کے عنوان سے کتابی شکل میں موجود ہے۔ ہمارے استاد انجینئر نوید احمدؒ نے 2000ء میں ”چہرے کا پردہ“ کے عنوان سے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔ اس میں قرآن و سنت سے دلائل کے ساتھ ساتھ اُمت کے علماء اور اسلاف کی آراء بھی شامل ہیں۔ بعض خواتین کے آرٹیکلز بھی شامل ہیں۔ ماضی میں مولانا مودودیؒ نے بھی پردہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی وہ بھی کمال کی کتاب ہے جس میں مغربی تہذیب کے رد کے ساتھ ساتھ حیا کی اہمیت پر دلائل بڑے حکیمانہ انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ تمام کتب ہمارے گھروں میں، ہمارے مطالعہ میں ہونی چاہئیں تاکہ اپنی نسلوں کی بہتر تعلیم و تربیت کا اہتمام کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پیاری باتیں باجی کی پیاری باتیں

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ کا ایک مضمون

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ فَلَا تُؤْمِنُ إِلَّا بِمَا رَأَتْ﴾ (العنکبوت) ”ہر جان موت (کا مزہ) چکھے گی۔ پھر تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

عن عبد اللہ ابن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذْکُرُوا محاسن موتنا کما (رواہ ابوداؤد و الترمذی)

”حضرت عبداللہ ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مرے ہوئے لوگوں کی نیکیاں ذکر کر لیا کرو۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

ہماری ہر وعیز و رفیقہ پچھلے دنوں اس دنیا کی زندگی کو چھوڑ کر اپنے اگلے سفر پر روانہ ہو گئیں۔ ہم سب بھی عازم سفری ہیں بس کس کا کب بلاوا آتا ہے، یہ رب اعزت کے اذن پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اگلی منازل کی تیاری کرنے کی کوشش کرنے والا بنائے۔ بعض مرتبہ ہمارے قریب سے کوئی ایسا شخص روانہ ہو جاتا ہے جن کی زندگی پر غور کرنے سے ہمیں یہ قابل تقلید پہلو نظر آتا ہے کہ الحمد للہ انہوں نے اپنی زندگی میں حتی الامکان ایسے اعمال کا اہتمام کیا جو ان کے آخرت کے سفر میں کارآمد ہو سکیں۔

سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ ان سے مل کر بہت زیادہ پیار کا احساس ہوتا تھا۔ وہ سب ہی سے انتہائی شفقت سے پیش آتی تھیں چاہے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ جیسے ماں کا اپنی اولاد کے لیے شفقت و رحمت بھر انداز۔ وہ ماشاء اللہ دل کی بائیں صاف خاتون تھیں۔ اسی لیے ان سے ملنے سے بہت زیادہ اپنائیت کا احساس ہوتا تھا۔ کبھی یہ محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ ان کو کسی کی کوئی بھی بات بری لگی ہے، ویسے ہی گرم جوشی کیساتھ، ہر ایک کو دعا میں دیتی ہوئی ملتی تھیں۔ ان کا طرز حیات اس حد تک مبارک کی عکاسی بھی کرتا تھا اور اسی کی تخلیق دو دوسروں کو بھی کرتی تھیں: نری جس شے میں بھی ہو، اسے زینت بخشی ہے۔ (صحیح مسلم)

وہ جو ہر شے خاتون تھیں۔ اس بات کا فوراً اندازہ

کر لیتی تھیں کہ سامنے والے شخص میں کس قسم کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ پھر نہ صرف اس شخص کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتی رہتی تھیں بلکہ اس فکر میں بھی رہتی تھیں کہ اس کی صلاحیت کو کہاں پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ دوسروں کو آگے بڑھانے کا انداز بہت زیادہ تھا۔ چھوٹوں کو نہ صرف سامنے لے کر آتی تھیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہی ہوتی تھیں کہ ان کو مجھ سے زیادہ اچھا کام کرنا آتا ہے۔ دراصل عاجزی و انکساری کا پیکر تھیں، یہ ان کی بڑائی تھی کہ کبھی بھی اپنے آپ کو نمایاں نہیں کر رہی ہوتی تھیں حالانکہ دین کے ہر کام کے لیے خود ہمہ تن، ہر دم تیار رہتی تھیں۔ کبھی بھی کسی دینی خدمت کے لیے منع نہیں کرتی تھیں۔

قرآن اکیڈمی یاسین آباد کی پہلی نائلمہ اور حلقہ کراچی شمالی کے مشاورتی اسرہ کی معاونہ کی ذمہ داری کئی سالوں تک انتہائی تنہائی سے انجام دیتی رہیں۔ وہ نائلمہ سے زیادہ اکیڈمی کی خادمہ ہی نظر آ رہی ہوتی تھیں خصوصاً جب اکیڈمی تعمیرات کے مراحل طے کر رہی تھی تو مشکلات کے اس دور میں بھی آنے والے لوگوں کے لیے ہر طرح کی سہولیات کی فراہمی کا بندوبست اپنے طور پر بھی کرنے کے لیے بھرپور کوشاں رہتی تھیں۔ عمر بڑھنے کیساتھ خواتین میں لکھنے کا رجحان ذرا کم ہو جاتا ہے مگر انتظامی معاملات چلانے کے اعتبار سے، جس وقت بھی ضرورت سامنے آتی فوراً مردوں کی طرف مذکورہ موضوع کے حوالہ سے خط لکھ کر بھیج دیتی تھیں۔ اصل میں تنظیم میں شمولیت سے پہلے اخبارات میں مضامین لکھا کرتی تھیں۔ ان کے کمرہ میں کسی بھی وقت، کوئی بھی بلا جھجک اپنی ضرورت بیان کرنے کے لیے داخل ہو جاتا اور اس پر ان کو کبھی اعتراض نہیں ہوتا۔ اکیڈمی میں بچوں کے مدرسہ کا آغاز کروانے کے لیے انہوں نے قابل قدر کوششیں کیں۔ آج یاسین آباد اکیڈمی کا پھلتا پھولتا مدرسہ یقیناً ان کے نامہ اعمال میں صدقہ جاریہ بنے گا۔

اکیڈمی کی تمام تر مصروفیات کی ادائیگی کے ساتھ

ساتھ ان کا مسنون دعاویں، اذکار اور نقلی نمازوں کی پابندی کرتے ہوئے نظر آتا ہمارے لیے منظر کن تھا۔ وہ اکیڈمی میں بھی اپنی روزانہ کی تلاوت جاری رکھتی تھیں۔ ضرورت مند لوگوں کی مالی مدد بڑھ چڑھ کر کرتی تھیں مگر ایسے کہ ایک ہاتھ سے دیا ہو مگر دوسرے ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو سکے۔ اپنی زبان پر ان کو ہمیشہ ایسا قابو رہتا تھا کہ کبھی بھی اپنی زبان سے کسی کو تکلیف پہنچانے کا باعث نہیں بنیں۔

کچھ شجیم ہونے کے باوجود ہم نے ان کو ہمیشہ اپنے جسم کو بہت covered رکھتے ہوئے دیکھا۔ برقع کے اوپر بھی ہمیشہ بڑا سا اسکارف پہنتی تھیں۔ ڈھیلے شلوار قمیض پر دوپٹہ اوڑھنے کا انداز بھی ہمیشہ سورۃ النور میں درج ہدایت کے مطابق ہی ہوتا تھا چاہے گرمی ہو یا سردی۔ اپنے آزمودہ گھر لیٹو نیکے بھی قریبی لوگوں کو بتاتی رہتی تھیں غرض یہ کہ ان کی شخصیت ’خیو الناس من ینفع الناس‘ کا نمونہ تھی۔

بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر رحم کا نبوی اصول ان کی زندگی کا مسئلہ اصول تھا۔ اسی طرح وہ اس حد تک پاک کا بھی عملی نمونہ تھیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔ وہ ہر ملنے والے کو قرآن کی کلاسز کی دعوت ضرور دیتی تھیں۔ خود بھی بہت شوق سے خواتین کو تجویز پڑھاتی تھیں۔ انکی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اس قدر مصروف رہنے کے باوجود کبھی زبان سے نہیں بتا رہی ہوتی تھیں کہ میں نے یہ یہ کام کئے اور یہی ان کے اخلاص کی دلیل تھی۔

انہوں نے بھرپور جماعتی زندگی گزاری اور اجتماعیت کے معاملات چلانے کے حوالہ سے ہمارے لیے دور رس مثبت اثرات اور دیر پا خوشگوار یادیں چھوڑ کر گئی ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی قریبی رفیقہ، طالبات اور دیگر ساتھی کام کرنے والی خواتین کی طرف سے مسلسل ان کے کردار کی خوبیوں کی گواہیاں موصول ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے حق میں مقبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قرآن حکیم سے محبت کو قبر میں ان کا مونس بنا دے۔ ان کی تمام بے لوث محنتوں اور بے غرض محبتوں کو بڑھا چڑھا کر قبول کرتے ہوئے اپنے فضل و کرم سے انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

in inheritance matters offers a valuable principle for addressing circumstances in which economically vulnerable people are exploited through unfair financial arrangements.

Likewise, gambling can devastate livelihoods, deepen poverty, and destroy family stability. The Qur'an explicitly prohibits gambling and condemns its destructive social and spiritual consequences (Surah Al-Ma'idah 5:90-91). Effective legal and regulatory measures are therefore necessary to protect vulnerable individuals and families from gambling-related exploitation and financial ruin.

The underlying principle of the Court's recent judgment is that the judiciary must not remain indifferent when recurring practices deprive vulnerable citizens of their lawful rights under the guise of private agreements. Where established legal protections fail to deliver substantive justice, the judiciary has an important constitutional responsibility to ensure that rights are meaningfully enforced. Extending this protective approach to other areas of public welfare could translate legal principles into tangible relief for ordinary citizens. The Court must continue to uphold justice and protect the rights of vulnerable citizens, drawing upon the principles of the Holy Qur'an, the Sunnah of Prophet Muhammad (peace be upon him) and the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan to strengthen the rule of law and promote public welfare throughout Pakistan.

(Compiled by: Raza ul Haq)

خلافتِ راشدہ کا نظام

تنظیمِ اسلامی کا پیغام

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ

إِنشَاء

ڈاکٹر بانو تنظیم: اراحمد

تنظیمِ اسلامی پاکستان کے زیرِ اہتمام سالانہ اجتماع 2026ء کے قائم مقام زونل اجتماعات

یہ اجتماعات تمام زونز میں بروز ہفتہ 07 نومبر نماز عصر تا 09 نومبر نماز ظہر بروز پیر دن تک منعقد ہوں گے۔ تمام رفقاء تنظیمِ اسلامی اپنے اپنے زون کے اجتماع میں شرکت کر کے اپنی تنظیمی فکر کو تازہ کریں۔

برائے زون شرقی پاکستان حلقہ جات لاہور شرقی، لاہور غربی، گوجرانوالہ، سرگودھا

بمقام: دائر الاسلام مرکز تنظیمِ اسلامی 23. KM ملتان روڈ چوہنگ، لاہور

برائے رابطہ: 78-35473375 (042)

برائے زون جنوبی پاکستان 1 حلقہ جات کراچی جنوبی، کراچی شرقی، حیدرآباد

برائے زون جنوبی پاکستان 2 حلقہ جات کراچی شمالی، کراچی وسطی، بلوچستان

بمقام: رائل فارمز اینڈ کنٹری ریسورٹ، کیٹی بندر روڈ گھارو، کراچی

برائے رابطہ: 0321-8110205

برائے زون شمالی پاکستان حلقہ جات اسلام آباد، پنجاب شمالی، آزاد کشمیر، پوٹھوہار

برائے زون خیبر پختونخوا حلقہ جات ملاکنڈ، خیبر پختونخوا جنوبی

بمقام: مسجد جامع القرآن کمپلیکس، جی بی ٹی نزد نیلور، اسلام آباد

برائے رابطہ: 051-4866055 / 051-2751014

برائے زون وسطی پاکستان حلقہ جات فیصل آباد، ساہیوال، بہاولنگر، پنجاب جنوبی

بمقام: قرآن اکیڈمی BZU کیسپس، حامد نگر بوسن روڈ نزد چنچ والا، ملتان

برائے رابطہ: 061-6520451 / 03226187858

المعلن: ناظم اعلیٰ، تنظیمِ اسلامی، فون: 78-35473375 (042)

Women's Inheritance Rights

Extending Judicial Vigilance to Other Areas of Public Welfare

It would not be a stretch to say that the recent landmark judgment of the Supreme Court of Pakistan regarding the enforcement of women's inheritance rights is commendable and a breath of fresh air. The detailed guidelines represent a significant step towards safeguarding the rights ordained by the Holy Qur'an and the Sunnah against coercion, social pressure, and fraudulent practices. The judgment rightly recognises that inheritance shares are divinely prescribed rights, not matters subject to individual discretion.

The Qur'an explicitly declares that both men and women are entitled to their prescribed shares of inheritance (An-Nisa 4:7, 4:11). By imposing a heightened obligation on judicial and administrative authorities to scrutinise transactions affecting these rights, particularly those involving elderly, illiterate, and rural women, the Court has strengthened the protection of vulnerable citizens. This approach reflects the Qur'anic command to uphold justice regardless of personal relationships or economic status (An-Nisa 4:135).

This commendable judicial philosophy could be extended to other areas where inequality of power, economic dependence, social pressure, and procedural disadvantages routinely deprive citizens of their lawful rights. The Court should consider similar proactive measures in several critical areas of public welfare.

First, Zakat funds must reach genuinely deserving recipients through transparent distribution and effective accountability, free from the influence of local elites. The Qur'an condemns neglect of orphans and failure to assist the poor (Al-Ma'un 107:1-3). Judicial and administrative oversight can help ensure that charitable resources fulfil their intended purpose.

Second, consumer protection and market integrity require stronger enforcement. Food adulteration, hoarding of essential commodities, and price-fixing cartels disproportionately harm the poor and should be treated as serious matters of public

interest rather than merely private or civil disputes. Third, access to justice must be strengthened for disadvantaged citizens through the timely disposal of cases involving land grabbing, unlawful eviction of tenants, and recovery of property. Wealth and influence must not enable powerful individuals to circumvent procedural safeguards intended to protect the weak.

Fourth, the protective standards applied to inheritance disputes should inform the enforcement of other aspects of Sharia-based family law, including dower, maintenance, and child custody. Appropriate verification and judicial scrutiny are essential to prevent women, children, and other family members from being coerced into unjust settlements.

The same commitment to justice should extend to the protection of life, property, family, and economic security in accordance with the principles of the Shari'ah. In cases involving theft, the Qur'an prescribes a deterrent punishment while also recognising repentance and reform (Al-Ma'idah 5:38-39). Courts should ensure that victims, particularly impoverished individuals whose limited possessions are stolen, receive effective legal protection and that due process is strictly observed. Similarly, cases involving illicit sexual relations require rigorous adherence to Qur'anic injunctions and evidentiary standards. While the Qur'an prohibits such conduct (Al-Isra 17:32) and establishes rules concerning punishment and false accusations (An-Nur 24:2-4, and in Ahadith), judicial vigilance is essential to protect women and children from exploitation, coercion, and baseless allegations, while ensuring that genuine cases are adjudicated according to the applicable legal requirements.

Economic exploitation through interest-based transactions, debt traps, and usurious practices is another serious concern. The Qur'an unequivocally prohibits riba and warns of severe consequences for those who persist in it (Al-Baqarah 2:275, 278-279). The Court's emphasis on heightened scrutiny

چمکدار صفائی گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت



میرا با اعتماد انتخاب

شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، دانگوں کا صفایا
مہکتی خوشبو



JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
☎ 0304 706 1265
jri.com.pk

ACEFYL[®] cough syrup

Acetylline piperazine 45mg + diphenhydramine HCl 8mg

**PAKISTAN'S
MOST
PRESCRIBED
COUGH SYRUPS**



Nabiqasim Industries (Pvt.) Ltd.
5th Floor, Commerce Centre, Hafeez Mohani Road,
Karachi - 74200

+92 21 - 111 742 762

+92 21 - 2636313

info@nabiqasim.com

www.nabiqasim.com

Health
Our Devotion